لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

بندہ کا انتہائے کمال

اسلام تسلیم و تفویض کا مترادف ہے کہ اپنے کو اسی ایک کے حوالہ کر دیا جائے تکوینًا اس کی رضا پر راضی اور تشریعًا اس کے اوامر و احکام کی پابندی اختیار کی جائے اور تمام عمر انقیاد و تسلیم کی مخلصانہ جد و جہد کے وظیفے میں گذر جائے کہ زندگی و جان خلق و امر (أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ) دونوں لحاظ سے جان بخشنے والے خالق و آمر کی ملک ہے، اور بندہ کا انتہائے کمال یہ ہے کہ دینے والے آقا کے لئے خود کو مٹا دے کہ اس مٹنے کا نتیجہ ابھرنا اور اس فنا کا حاصل بقاء ہے۔

اسلام کی جو حقیقت سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے وجود مبارک سے ظاہر ہوئی یہی تھی کہ اپنی جانوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حوالہ کر دیا جائے، اپنے ظاہری و باطنی امور کو اسی قاضی الامور کو سونپ دیا جائے، مخلوق سے قطعاً بے نیاز ہو کر اسی غنی مطلق کا نیاز مند اور سارے سہاروں کو چھوڑ کر اسی کا سہارا قبول کیا جائے کہ وہ ذات وحدہٗ لاشریک ہی وہ رکن شدید ہے جس کی پناہ کے بعد خوف نہیں، اور جس کی مدد کے بعد ناکامی نہیں، ہمارے تمام امور اسی سے طے پا رہے ہیں، ہمارے تمام کاموں میں اس سے جان اور ہمارے تمام اسباب میں اسی سے تاثیر آ رہی ہے، ہمارے اعمال و افعال کی حرکت اسی سے ہے، اور ہمارے ارادوں کی رنگ آمیزیاں اور تنوع اسی کے دم سے ہیں۔ وہی ذات اقدس کونین کے ہر ہنگامہ اور ہماری ہر جنبش کا باعث و سبب ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
(از: سلوک سلیمانی اول ص ۴۵۰)

۲۵ / مارچ ۲۰۰۱ء
سالانہ / ۱۳۰ روپے
فی شمارہ / ۶ روپے

Regd. No.LW/ NP/ 63
Fax No. : (0522)330020
FORTNIGTLY
N.R.I.No- UPURD 03615/24/1/2000-Tc
Guest Haous : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA. LUCKNOW-226007 (India) Rs.6/- Vol.1 No.1

ھو الشافی

روز آنہ سپر جاپانی کمپیوٹر

کے ذریعے آنکھوں کی جانچ، پاور دھوپ کے فینسی چشموں کا ایک خاص مرکز

ایک بار خدمت کا موقع دیں

AUTO REFRCCTO METER AR-660

فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس
فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا وسیع اسٹاک موجود ہے

چشمہ گھر

مہاجنی ٹولہ ڈاکخانہ روڈ، سرائے میر اعظم گڑھ

60082 ☎ **آپٹیشن ایچ، رحمن**

Ph.No 260433 - 242946

آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

بطینا

قبض اور گیس کی کامیاب دوا

- قبض، گیس، بھوک نہ لگنا۔
- جلن، گرانی اور دیگر خرابیوں کیلئے
- بیحد مفید چورن۔

استعمال کریں، آرام پائیں۔

HASANI PHARMACY
117/41 . Gwyno Road,
Lucknow - 226018, Ph. 202677

حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لئے رابطہ قائم کریں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیئے

مئو کا بنا

نورانی تیل

درد، زخم، چوٹ کٹنے، جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، مئو ناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس
فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن ایے۔ رحمن (علیگ)
شکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Majlis Sahafat- Wa- Nashriat,
Nadwatul Ulama at Parekh offset Press, Tagore Marg, Lucknow - U. P.

نسخۂ کیمیا اور ید بیضا

مولانا سید محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

ماضی قریب کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک جگہ سخت وبا پھوٹ پڑی اور لوگوں میں تیزی سے دہشت اور سراسیمگی پھیلنے لگی، ایسی حالت میں ایک صاحب گھبرائے ہوئے ایک صاحبِ دل کے پاس آئے اور اپنی گھبراہٹ اور اندیشہ کا اظہار کرنے لگے۔ ان صاحب نے ان کی حالت دیکھ کر کہا کہ آخر اس قدر پریشانی کی کیا بات ہے، گھوڑا تو نہیں چھوٹ گیا ہے؟ ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر گھوڑے کی لگام ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ یہ چیز دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے اور اس کی مرضی اور مشیت اور حکمت کے مطابق سارے کام ہو رہے ہیں، وہ رحیم بھی ہے، علیم بھی ہے، حکیم بھی ہے اور قدیر بھی ہے تو پھر گھبرانے، پریشان ہونے اور ہمت ہارنے کا کیا موقع ہے؟

ان صاحب کا بیان ہے کہ اس مختصر جملہ نے آنکھیں کھول دیں اور ایسا محسوس ہوا جیسے دل کا سارا بوجھ اتر گیا ہے۔

ہمارے موجودہ حالات، مسائل، دشواریوں، خطرات اور اندیشوں کیلئے یہ ایک ایسا نسخۂ کیمیا اور ید بیضا ہے جس کے سامنے قوت اور مایوسی کے مہیب سے مہیب بادل ایک لمحہ کیلئے نہیں ٹھہر سکتے اور جس کے سامنے بڑی حفاظتی تدبیریں اور انتظامات اور مادی وسائل و اسباب بالکل ہیچ اور بے اثر نظر آتے ہیں یہ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ کی طاقت ہے، جس کے بعد حالات بدلنے بلکہ زمین و آسمان بدل جانے میں کسی تاخیر کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس طاقت کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور اس کی حمایت حاصل کرنے کیلئے سب سے زیادہ دو چیزوں کی ضرورت ہے (۱) اعتماد علی اللہ اور تعلق مع اللہ

خدا پر اعتماد کہ وہ ہم کو ضائع نہیں فرمائے گا کسی ظالم اور جابر حکومت کو ہم پر مسلط نہیں کرے گا۔ ہم کو ذلت اور غلامی سے محفوظ رکھے گا۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے: اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ ترجمہ: وہی ہے جو مضطر کی پکار سنتا ہے اور مصیبت دور کرتا ہے اور تم کو زمین پر اپنا خلیفہ اور وارث مقرر کرتا ہے۔" ایک جگہ ارشاد ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ — وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔

ترجمہ:۔ "کہا تمہارے رب نے مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ بیشک جو لوگ میری عبادت سے ترفع کرتے ہیں وہ جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل ہو کر۔ اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ انا عند حسن ظن عبدی بی (میں اپنے بندے کے نیک گمان کے مطابق ہوں)

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ اگر بندہ اپنی تدبیروں پر بھروسہ کرتا ہے اور اپنی سمجھ کے بل بوتے پر اپنے لئے راستہ بناتا جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو اس کی فکر نہیں ہوتی۔ اور حدیث کے الفاظ ہیں فلا یبالی بأی واد ہلک — اس کو اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کس وادی میں جا کر ہلاک ہو گیا۔

یہ چند آیات اور احادیث ہی تک محدود نہیں سارا قرآن اور حدیث اعتماد و توکل کی اہمیت اور اس کی برکتوں اور اثرات کے ذکر اور اس کے خلاف کرنے پر وعیدوں سے بھرا ہوا ہے اور اس پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ توحید و رسالت کے بعد سب سے زیادہ اہمیت اس کی معلوم ہوتی ہے۔

دوسری چیز تعلق مع اللہ ہے جو اس اعتماد کے ساتھ لازم و ملزوم ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہو گا کہ تعلق مع اللہ کے بغیر اعتماد علی اللہ کا حصول بھی ممکن نہیں۔ جب تک خدا سے رشتہ درست نہ ہو گا نیت ٹھیک نہ ہو گی۔ اعمال کا محاسبہ نہ ہو گا۔ خدا سے محبت و خشیت کا تعلق پیدا نہ ہو گا۔ اس وقت تک اس پر اعتماد اور اسکے وعدوں پر کلّی یقین کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

لیکن اس میں شک نہیں کیا جا سکتا کہ تعلق مع اللہ کا سب سے بڑا ظہور اسی اعتماد علی اللہ کی صورت میں ہوتا ہے اور اس کے کرشمے اس کے قلب میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔

اگر تعلق مع اللہ کا اندازہ کرنا ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ اس میں اعتماد و یقین کا کتنا حصہ شامل ہے اور اس کی مقدار اور اس کی سطح کیا ہے یہی اس کا سب سے بڑا پیمانہ، سب سے بڑا مظہر اور سب سے اعلیٰ مقام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب وادی غیر ذی زرع کی طرف جانے لگے تو حضرت ہاجرہؑ نے پہلا یہی سوال کیا کہ کیا آپ کو

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ
مجلس صحافت ونشریات دار العلوم ندوۃ العلماء

جلد نمبر ۳۸ | ۲۵ مارچ سنہ ۲۰۰۱ء ...... مطابق ...... ۲۹ ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۱ھ | شمارہ نمبر (۱۰)

نگران اعلیٰ
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء

مدیر اعلیٰ
شمس الحق ندوی

مدیر معاون
سید محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون

سالانہ ---- =/۱۳۰ روپے
فی شمارہ ---------- =/۶ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک ...... ۳۰ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ...... ۱۵ ڈالر

☆☆☆

نیچے بنے دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/130 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں

منیجر

گذارش

خط کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے

(منیجر)

خط و کتابت کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

پرنٹر پبلیشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپیوٹر سیکشن مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

اس شمارے میں

۱	نسخۂ کیمیا اور ید بیضاء	مولانا سید محمد الحسنیؒ	۲
۲	تسلسل حوادث (اداریہ)	ع۔ ح۔ ن	۵
۳	خلفائے راشدین اور ان کا منصب و مقام	حضرت مولانا سید ابو الحسن حسنی ندویؒ	۶
۴	ڈاکٹر محمد یونس نگرامی کا حادثۂ وفات	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۹
۵	اپنی آنکھوں سے گلستاں میں یہ منظر دیکھے	ذوالنورین رہبر	۱۰
۶	مصائب کی یورش آفات کا تسلسل	شمس الحق ندوی	۱۱
۷	انسانیت نواز تھا پیغام بوالحسنؒ (نظم)	مولانا شمس تبریز خاں	۱۷
۸	مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے۔	محمد نعیم الہٰ آبادی	۱۸
۹	شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے	مولانا نذر الحفیظ ندوی	۲۰
۱۰	سوال جواب	محمد طارق ندوی	۲۲
۱۱	عالمی خبریں	معید اشرف ندوی	۲۳
۱۲	رائے بریلی میں جلسہ پیام انسانیت	سید محمود حسن حسنی	۲۴
۱۳	ڈاکٹر محمد یونس نگرامی کے انتقال پر تعزیتی جلسے	محمد فرمان نیپالی	۲۶
۱۴	نگارشات یاسمین	شمس الحق ندوی	۲۸
۱۵	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۹
۱۶	قبول اسلام کے بعد برازیلی راہبہ کے تاثرات	حوار یاسر حسین	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زر ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/=
۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/=
۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔
۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم سنٹی میٹر =/۸۰

بیرون ملک نمائندے

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb. P.O. Box No. 842. Madina Munawwara (K.S.A.)	مدینہ منورہ
Mr. M. AKRAM NADWI O.C.I.S., St. Cross College, Oxford Ox1 3TU-U.K.	برطانیہ
Mr. M. YAHYA SALLO NADWI Sb. P.O. Box 388, Vereninging,(S. Africa)	ساؤتھ افریقہ
Mr. ABDUL HAI NADWI Sb. P.O. Box No. 10894, DOHA-QATAR	قطر
Mr. QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb. P.O. Box No. 12525, DUBAI (U.A.E.) P.H.No: – 3970927	دبئی
Mr. ATAULLAH Sb. Sector A-50, Near sau Quater H. No. 109, Town Ship Kaurangi, KARACHI-31 (Pakistan)	پاکستان
Dr. A. M. SIDDQUI Sb. 98-Conklin Ave. Woodmere NEW YORK 11598 (U.S.A.)	امریکہ

Internet Web-site: http://nadwa.virtualave.net
e-mail address: airp@lw1.vsnl.net.in

تسلسل حوادث

یہ عاجز راقم سطور اپنے دیرینہ ساتھی اور رفیق درس محمد شبیر صاحب ندوی مرحوم کی وفات پر اپنے احساسات غم کا اظہار چند سطروں میں کر کے فارغ ہوا تھا کہ ایک عظیم حادثہ اور دل کو ہلا دینے والی موت سامنے آگئی۔ میری مراد پروفیسر محمد یونس نگرامی کا حادثۂ وفات ہے۔ ایک پُرجوش اور عملِ پیہم کا پیکر، دینی شخصیات کا معتمد علیہ اور محبّ دنیوی اہل مناصب کا مزاج آشنا، ذہانت، صلاحیت اور کام کرنے کا سلیقہ رکھنے والا ہنرمند انسان اس دنیا سے روپوش ہوگیا۔ موت برحق ہے اور موت سے زیادہ یقین پیدا کرنے والا کوئی تجربہ انسانوں کے سامنے نہیں آیا۔ لیکن احساس غم اپنی جگہ بجا ہے۔ ندوہ اپنے ایک فرزند اور ہر دلعزیز، ہر لحظہ سرگرم عمل شخصیت سے محروم ہوگیا ڈاکٹر محمد یونس نگرامی اللہ تعالیٰ کے آغوش رحمت میں منتقل ہوگئے۔ کوئی لمبی عمر نہیں پائی، لیکن اپنے علم و عمل کے طویل نشانات اپنے پیچھے چھوڑ گئے وہ ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے رکن تھے۔ لکھنؤ یونیورسٹی کے پروفیسر تھے۔ مسلم انٹلکچول فورم کے بانی اور روح رواں تھے۔ ہندوستان کے سیاسی نبض پر انگلیاں رکھنے والے رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے ہندوستان میں مشیر، متعدد کتابوں کے مصنف، خود ڈاکٹریٹ کئے ہوئے تھے اور بیسوں کو ڈاکٹر بنانے والے محقق اور صاحب قلم تھے۔ عمر بھی ساٹھ کے لگ بھگ تھی۔ قوت و نشاط میں کوئی سقم باقی نہیں تھی۔ مگر جگر اور گردے کی خرابی موت کا حیلہ ثابت ہوئی۔ اور ایک جیتا جاگتا انسان تھا ہر لحظہ حرکت، ہر آن سرگرم، بے چین طبیعت، آگے قدم رکھنے کی دھن جس کے جگر و دماغ پر محیط تھی۔

ان کے والد ماجد ندوہ کے شیخ التفسیر مولانا محمد اویس نگرامی ندویؒ حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کے قرآنی علوم میں شاگرد رشید تھے۔ تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کے پیکر تھے۔ ان کو دیکھ کر ان کی عالمانہ شان و بان اور حسن سیرت و صورت کا اثر ہر ایک دیکھنے والے کے دل و دماغ پر پڑتا تھا۔ حضرت مولانا محمد اویس نگرامیؒ کے ایک بزرگ خاندان مولانا عبد الرحمن نگرامیؒ ایک خدا رسیدہ اور درد آشنا دل رکھنے والے بزرگ تھے۔ جن کی صحبت میں اثر تھا۔ بے نمازی بھی اگر ان سے قریب ہوا تو نہ صرف یہ کہ پابند صوم و صلوٰۃ ہوگیا بلکہ تہجد گذار بن گیا۔ میرے استاذ گرامی مولانا عبد السلام قدوائی ندویؒ ان کے خاص شاگرد تھے جنہوں نے تعلیم ندوہ سے پہلے جامعہ ملیہ میں حاصل کی تھی، لیکن اپنی تفقہ و بصیرت، احادیث نبویہ کی تخریج محدثانہ شان رکھتے تھے۔ اردو کے بہترین انشاء پرداز اور فن بحث و نظر میں ممتاز تھے۔ اسی طرح ان کے بے شمار شاگرد تھے۔ جن میں حسن نیت اور اخلاص عمل کی دولت مشترک تھی، حضرت مولانا عبد الرحمن نگرامیؒ کا انتقال عین جوانی کے زمانہ میں ہوا علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ان کی وفات پر جو تعزیتی مضمون لکھا تھا، اور جو وفیات کے مجموعہ میں موجود ہے اس کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ سید صاحبؒ نے اپنے قلم کو خون میں ڈبو کر اس حادثہ پر اپنے حسرت و غم کا اظہار کیا ہے اسی طرح مخدومی مولانا عبد الماجد دریابادیؒ نے مسلسل اس زمانہ کے مقالات میں ان کا ذکر کیا تھا۔ یونس مرحوم کی وفات پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر ہمارے قلم میں بھی طاقت ہوتی اور اپنے احساسات کو بیان کرنے کے لئے قرطاس و قلم سے کام لے سکتا تو آج وہ حادثہ پیش آیا ہے جس کا حق یہ تھا کہ خون کی روشنائی سے اس حادثہ کا ذکر کرتا۔

مرحوم نے بقرعید سے دو روز پہلے وفات پائی۔ ان کی وصیت کے مطابق حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء (مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی) نے ان کی جنازہ کی نماز پڑھائی اور اپنے والدین کے جوار میں عیش باغ کے احاطہ میں پہونچ گئے۔

اللّٰھم اغفر لہ وتب علیہ وبدّل سیاٰتہ حسنات انک انت الرؤف الرّحیم

خلفائے راشدین رضؓ اور ان کا منصب و مقام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

جن لوگوں نے قرآن کا کچھ بھی مطالعہ کیا ہے اور سیرت و حدیث سے کچھ بھی واقف ہیں وہ اس بات سے ضرور واقف ہوں گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت آپ کی بعثت کے مقاصد اور آپ کے اصلاحی و تربیتی کام اور جس طرح کا انقلاب آپ دنیا میں برپا کرنا اور جو نیا معاشرہ آپ وجود میں لانا چاہتے تھے اس کا دائرہ نہ آپ کی زندگی تک محدود تھا اور نہ جزیرۃ العرب کے حدود تک۔ قرآن مجید نے ایک طرف آپ کی نبوت و بعثت کے عالمگیر ہونے اور پوری نوع انسانی کو اس کا مخاطب ہونے کا اعلان ان الفاظ میں کیا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ۔

(سورۃ الاعراف: ١٥٨)

"اے محمد! کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔"

دوسری طرف آپ کی دعوت اور آپ کے کار نبوت کی تکمیل اور اس کے عروج و ارتقاء کی آخری منزل اور نقطہ پر پہونچنے کی پیشین گوئی اس انداز سے فرمائی جس سے یہ نتیجہ قدرتی طور پر نکلتا ہے کہ آپ کی دعوت اور جدوجہد ایک چراغ کی وقتی اور عارضی بھڑک اور کسی گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بجلی کی چمک کے مرادف نہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسا چراغ ہے جو بالآخر ساری دنیا کو روشن کرکے اور اپنی درخشانی و تابانی کے نقطۂ عروج پر پہنچکر رہے گا۔ اور آپ کا لایا ہوا دین مستقبل قریب میں تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔ (سورۃ الصف ٨-٩)

"یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہیگا۔ خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کردے خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔"

ان واضح اعلانات و حقائق کے بالمقابل جن سے نبوت محمدیؐ کے زمانی اور مکانی رتبے کے لامحدود ہونے کا ثبوت ملتا ہے، یہ بھی ایک مسلم حقیقت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سابقین اور افراد نوع انسانی کی طرح ایک محدود و معین جسمانی زندگی لیکر آئے تھے اور موت و حیات کے طبعی اور عالمگیر قانون سے آپ بھی اس طرح مستثنیٰ نہ تھے جیسے کہ دنیا کے باقی انسان قرآن مجید میں صاف لفظوں میں کہا گیا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ۔

"محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول بھی گذر چکے ہیں۔ پھر کیا اگر وہ مرجائیں یا قتل کردیئے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

دوسری جگہ فرمایا گیا۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔"

یہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ الیسی تسلیم شدہ حقیقتیں ہیں جن میں سے کسی کا بھی کوئی ایسا شخص انکار نہیں کرسکتا جو قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور اپنے کو مسلمان کہتا ہے آپ کا کام آپ کی زندگی پر ختم نہیں ہوتا۔ آپ کی زندگی کے بعد بھی اس کا جاری رہنا ضروری ہے۔ علمی طور پر بھی یہ ایک حقیقت ہے اور جو شخص تاریخ سے کچھ بھی راہ رسم رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے وقت تک اسلام جزیرۃ العرب کے ایک مخصوص رقبہ تک محدود تھا خود پورے عرب میں بھی نہیں پھیلا تھا۔ پڑوسی ملکوں میں نہ اس کی روشنی مشرقی سلطنت ایران کے وسیع حلقۂ اثر میں پہونچی تھی

نہ مغربی شہنشاہی بازنطینی سلطنت کے وسیع مقبوضات میں نہ اسلام کو اپنی غیر معمولی اصلاحی و تربیتی اخلاقی و اجتماعی معاشرتی و تمدنی قانونی و سیاسی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع ملا تھا۔ اور نہ اس کی بنیاد پر ایک پوری زندگی کی تشکیل اور ایک مکمل معاشرہ کے قیام اور اس کے ذریعہ زندگی کے مسائل کو حل کرنے کا کوئی وسیع تجربہ کیا گیا تھا۔ نہ دنیا کو اس کا موقع ملا تھا کہ وہ مختلف قوموں، تہذیبوں قوانین مزاجوں اور طبائع۔ نسل و رنگ انتظامی و اقتصادی اختلافات کی موجودگی میں اسلامی اصول و تعلیمات کی صداقت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کی ہوئی جماعت کی قابلیت کا کوئی تجربہ کرسکے، عرب کے ایک محدود علاقہ کو چھوڑ کر جس میں گنتی کے چند شہر اور مرکزی مقامات تھے، خدا کی ساری زمین مطلق العنان بادشاہوں کے ظلم و سفا کی بے مقصد جنگوں کی غارت گری اور خون آشامی (جن میں سے ایران و بازنطینی سلطنت کی ٹکر قریب کا تازہ واقعہ تھا) طبقۂ حکام کی دولت پرستی اور تعدی امراء و رؤسا کی نفس پرستی و عیش کوشی عمال کی بدانتظامی اور بے عنوانی کارپردازانِ سلطنت کی نااہلی اور فرض ناشناسی علم و دین کے ٹھیکیداروں (احبار و رہبان) کی ابلہ فریبی اور نفس پروری سے تاراج اور پامال ہو رہی تھی اور کسی بھی انسان کو اپنی فطری صلاحیتوں کی نشوونما دینے اور ترقی کی آخری منزل تک پہونچانے اور علم و عقل کو آزادانہ طریقہ پر اپنا کام کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ ابھی دنیا نے شرک بت پرستی خرافات اور اوہام سے نجات اور اپنے جیسے انسانوں کی ابدی غلامی سے آزادی اور خدائے واحد کی پرستش اور غلامی اور دین و دنیا کی سعادت و ترقی کی بشارت ہی سنی تھی۔ اور ایک محدود اور مختصر رقبہ میں دین توحید اور انسانیت کے شرف و احترام کا تجربہ ہی کیا تھا کہ آپ کی زندگی کی وہ مدت پوری ہوگئی جو خدا نے مقرر فرمائی تھی اور آپ کو طلبی کا پیغام آگیا۔ اب اس مقصد کی تکمیل کا جس کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا تھا اور اس نعمت میں دنیا کے زیادہ سے زیادہ انسانوں کو شریک کرنے کے لئے جس کو لے کر آپ دنیا میں آئے تھے اس کے سوا کیا شکل تھی کہ یہ کام آپ کے ان لائق جانشینوں کے سپرد کیا جائے جن کو آپ نے اپنی ٢٣ برس کی نبوت کی زندگی میں تیار کیا تھا اور جو ایک طرف آپ کے سب سے زیادہ معتمد علیہ سفر اور حضر اور جلوت و خلوت میں آپ کے سب سے زیادہ قریب آپ کے مزاج و مذاق سے سب سے زیادہ آشنا اور جلوت و خلوت میں سب سے زیادہ ذہین و زیرک اور دوسری طرف مسلمانوں کی نگاہوں میں سب سے زیادہ معتبر و محترم اور آپ کی جانشینی کے اہل و حقدار تھے اور جن کے ساتھ آپ کا زندگی بھر کا طرز عمل اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ وہ آپ کی نظر میں اس نازک ذمہ داری کو قبول کرنے کے پوری طرح اہل ہیں پھر واقعات ان کے کارنامے ان کے زمانہ کی وسیع فتوحات اشاعتِ اسلام کی محیر العقول وسعت ان کا زہد و اتقاء، ان کی بے نفسی اور بے لوثی۔ ان کا ایثار و قربانی جاہ و اقتدار اور عیش و تنعم کے بہترین وسائل و مواقع سے بالکل فائدہ نہ اٹھانا دریا میں اترنا اور پھر دامن تر نہ ہونا اسلام کی تعلیمات کو پورے عزم اور خلوص کے ساتھ نافذ کرنا صاف بتلاتا ہے کہ وہ جانشینی کے ہر طرح سے اہل اور اس نازک اور پیچیدہ ذمہ داری کیلئے جس کی مثال بے نفس داعیوں۔ پیشوایانِ مذہب اور بانیان سلطنت۔ اور کارپردازان حکومت دونوں کی تاریخ میں یکساں طریقہ پر نایاب ہے ہر طرح موزوں تھے۔

نبوت کی اس جانشینی کا نام "خلافت" اور تقدیر الٰہی کے مطابق جو لوگ اسلام کے ابتدائی عہد میں اس منصب رفیع پر فائز ہوئے ان کا نام اسلام کی تاریخ اور مسلمانوں کے عرف اور اصطلاح میں "خلفائے راشدین" یہ خلافت درحقیقت نبوت کے تنظیمی انتظامی و اصلاحی دعوتی فرائض کی تکمیل کا نام ہے اور اس طرح ہم اس کو تاریخی طور پر سیرت نبوی ہی کا ایک باب اور آپ ہی کی نبوت اور تربیت کا ایک معجزہ اور اس کا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ اور اس کارنامہ کی اشاعت و تبلیغ اس کو صحیح رنگ میں پیش کرنا اور اس کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنا ہمارے نزدیک سیرت ہی کی ایک خدمت، اور نبوت محمدیؐ کے اعجاز کو نمایاں کرنے کی ایک کوشش ہے کہ درختوں اور پھولوں خوشنمائی و شادابی اور حسن تربیت، باغبان کی محنت اور شاگردوں اور ساختہ پرداختہ انسانوں کی کارگذاری اپنے مقصد سے عشق اور وفاداری اور صحیح راستہ پر انکی استقامت و استواری، استاد اور مربی ہی کی تعلیم و تربیت اور اس کی مردم گری اور کیمیا سازی کی دلیل ہے، یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کو علم و عمل کے میدان میں جو کچھ حاصل ہوا اور وہ جاہلیت کی پست سطح سے علم و عرفان کی جن بلندیوں تک پہونچے وہ نسبت نبوت محمدی ہی کا فیضان اور آپ کی تعلیم و تربیت کا کرشمہ تھا اس حقیقت کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (سورۂ جمعہ)

"وہی ہے جس نے اُمّیوں کے اندر ایک رسول خود انھیں میں سے اٹھایا جو انھیں اس کی آیات سُناتا ہے ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔"

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اگر ان چاروں خلفاء کو مختلف حالات، مسائل مشکلات اور تجربوں کا سامنا کرنا پڑا انسانی زندگی تغیر پذیر ہے۔ اسلامی معاشرہ بھی نئے نئے عوامل سے متاثر ہوا تھا۔ حجاز اور دارالخلافہ مدینہ یا کوفہ بدلتے ہوئے حالات اور اثر قبول کرنے والی طبیعتوں سے غیر متاثر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس لئے ان خلفاء کے فیصلوں، مسائل کے حل اور طرز عمل میں اختلاف و تنوع کا ظاہر ہونا قدرتی عمل ہے جن میں اجتہادی اختلافات بھی رونما ہوئے۔ ابتدائی دو خلفاء (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے ساتھ مسلمانوں کا جس طاعت و انقیاد اور جس احترام و اعتماد کا معاملہ تھا۔ اور ان کے زمانے میں اسلام جس طرح دنیا میں پیش قدمی کر رہا تھا۔ اور ہر معاملہ میں کامیابی اور اقبال مندی ان کا ساتھ دے رہی تھی اس طرح پچھلے دو خلفاء (حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ) کے دور میں پیش نہیں آیا خصوصیت کے ساتھ ان اسباب اور تبدیلیوں کی بناء پر جن کی طرف اس کتاب میں اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت علیؓ کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ان کے زمانے میں اسلامی فتوحات کا قدم آگے نہیں بڑھا۔ اور مادی و سیاسی حیثیت سے بظاہر اسلامی قلمرو میں کوئی وسعت اور ترقی نہیں ہوئی لیکن حالات کے ہر اختلافات کے باوجود دیانت داری کے ساتھ تاریخ کا مطالعہ کرنے والا محسوس کرے گا کہ ان چاروں خلفاء میں ایک ہی روح کام کر رہی تھی ان چاروں پر ایک ہی نقطۂ نظر غالب اور حاوی تھا۔ اور وہ اسلامی احکام کی پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ سے زیادہ اتباع اور آپ کے دلی منشاء کے پورا کرنے کی مخلصانہ کوشش اپنے بارے میں انتہائی زہد و ایثار سے کام لینا اسلام کی خدمت اور مسلمانوں کی خیر خواہی میں اپنے فہم و اجتہاد اور اپنے امکان و استطاعت کے بقدر کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا خلافت کی جو عظیم و نازک ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا ان کے پیش رو خلیفہ نے یا مسلمانوں نے ان کے سپرد کی تھی اس پر سختی اور مضبوطی سے قائم رہنا۔ اور اس کے راستے میں جان دینے سے بھی دریغ نہ کرنا۔ یہ وہ مشترک روح ہے جو ان چاروں خلفاء کے قالبوں میں نظر آتی ہے اور جس کے بارے میں ان کے درمیان کوئی اصولی تضاد یا اختلاف پایا نہیں جاتا۔ یہی وہ روح ہے جو خلیفۂ اول حضرت ابوبکرؓ کے اس بے لوچ رویہ میں جلوہ گر نظر آتی ہے جو انھوں نے زکوٰۃ روکنے والوں اور ارتداد اختیار کرنے والوں کے مقابلہ اور جیش اسامہ کے روانہ کرنے میں اختیار کی۔ یہی روح حضرت عمرؓ کے زہد اسلامی تعلیمات اور احکام کے نفاذ میں شدت، اس بارے کسی کی پرواہ نہ کرنے اور امراء و عمال کے عزل و نصب میں کارفرما نظر آتی ہے۔ یہی روح خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کے منصب خلافت سے دست بردار نہ ہونے اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کا خون بہانے سے انکار کر دینے میں صاف جھلکتی ہے۔ یہی روح خلیفۂ چہارم حضرت علیؓ کے بے لچک فیصلوں۔ خلافت کے نبوی مزاج و منہاج اور اس کے اصول و معیار سے انحراف کرنے والوں کے مقابلہ میں صف آراء ہونے اعمال سلطنت کے انتخاب۔ ملکوتیت اور عجمی سلطنتوں کی تقلید سے مکمل احتراز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے پیش رو خلفاء کی فقیرانہ اور زاہدانہ زندگی پر مضبوطی سے قائم رہنے۔ غلط مطالبوں اور مخالطوں کے سامنے قطعاً سپر انداز نہ ہوتے اور اسی راہ میں جان دے دینے کے کارنامے صاف طور پر نظر آتی ہے۔ اس طرح یہ چاروں خلفاء ایک ہی صداقت کے ترجمان ایک ہی روح کے مظہر اور ایک ہی منظر کے مسافر نظر آتے ہیں اور غور سے دیکھنے والے انصاف پسند کو ان میں خواہ کتنا تنوع نظر آئے (جو زندگی اور آزادی کی علامت ہے) کوئی تقابل اور تضاد نظر نہیں آئے گا اسی طرح اردو کے مشہور شاعر مولانا ظفر علی خاں کا یہ کہنا ایک تاریخی حقیقت ہے۔

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

(بقیہ)
نگارشات

علماء یہ بتاتے آرہے ہیں کہ حضورؐ آخری نبی تھے اور یہ سب نالائق خارج از اسلام ہیں"۔

یہ تحریر جس میں تھوڑا سا طنز ہے، غیر ضروری ہے۔

بہر حال یہ مختصر تصنیف غیر معمولی ہے اور پڑھنے والے پر بے حد اچھا اثر چھوڑتی ہے۔

دعائے مغفرت

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں علیا اولیٰ کے طالب علم محمد نجم الدین کے والد جناب اسحاق انصاری صاحب کا نیپال میں ۱۳ر مارچ ۲۰۰۱ء کو انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر محمد یونس نگرامی کا حادثۂ وفات

● حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

ذی الحجہ کی ۸ر تاریخ کو جو بلاد عربیہ میں ۹ر ذی الحجہ بعد عرفہ کا دن تھا۔ ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی نے اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر عالم باقی کو کوچ کیا۔ وہ شکر اور بلڈ پریشر کے پرانے مریض تھے لیکن اپنی کمزور صحت کے باوجود اپنی علمی و ملی ذمہ داریوں میں پوری طرح مشغول رہتے تھے، کہ اچانک ان کو یرقان کی شکایت ہو گئی جس نے جلد خطرہ کی شکل اختیار کر لی اور وہ باوجود شہر کے اعلیٰ سے اعلیٰ اسپتال میں علاج کرانے کے ایک عشرہ سے زیادہ مرض کا مقابلہ نہ کر سکے اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

ڈاکٹر یونس صاحب ایک علمی و دینی خاندان کے چشم و چراغ تھے ان کے دادا مولانا محمد ادریس صاحب نگرامی ضلع لکھنؤ کے مردم خیز قصبہ نگرام میں ایک بڑے عالم اور داعی کی حیثیت سے مشہور ہوئے اور قرب و جوار کے مسلمانوں میں ان کا دینی و علمی فیض پھیلا پھر ان کے صاحبزادہ اور ڈاکٹر صاحب کے والد مولانا محمد اویس صاحب نگرامی ندوی نے علمی و دینی شہرت حاصل کی انھوں نے ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کی اور بطور خصوصی علامہ سید سلیمان صاحب ندویؒ کے فیض صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ مولانا محمد اویس صاحب نگرامی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو علم التفسیر میں خصوصی امتیاز حاصل تھا وہ ندوۃ العلماء میں استاد ہو کر شیخ التفسیر کے منصب پر فائز ہوئے پھر انہی کی سرپرستی میں ان کے صاحبزادہ ڈاکٹر محمد یونس نگرامی ندوی نے تعلیم حاصل کی، پہلے دینی تعلیم میں ندوۃ العلماء سے عالمیت کی تکمیل کی پھر اپنے شہر کی عصری یونیورسٹی سے ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی پھر یونیورسٹی ہی میں لکچرر ہوئے۔ اور جلد ہی پروفیسر کا منصب مل گیا۔ شہر کے علمی و ادبی اداروں میں ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ ان میں سے کئی اداروں کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ اور بعض کے چیرمین ہوئے جن میں یوپی کی اردو اکیڈمی اور خود ان کی قائم کردہ انجمن جمعیۃ المثقفین المسلمین قابل ذکر ہیں۔ وہ ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے بھی رکن منتخب ہوئے۔ ندوۃ العلماء ان کا مادرِ علمی بھی تھا اور بعض خصوصی مسائل میں اپنے مفید مشوروں اور تعاون سے مدد دی اور بعض موقعوں پر انھوں نے منتظمین ندوۃ العلماء اور حکومتی انتظامیہ کے درمیان حسب ضرورت وساطت کا بھی فریضہ انجام دیا۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی تعلق تھا۔ یہ تعلق ان کے بزرگوں سے بھی رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے دادا صاحب کے زمانہ سے یہ ربط چلا آرہا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ڈاکٹر صاحب کو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے شاگردی کا ربط بھی حاصل ہوا۔ ان سب اسباب کی بناء پر مولانا رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کو اپنے خورد عزیز کی طرح سمجھتے اور خیال کرتے تھے۔

ڈاکٹر یونس صاحب کی نظر ملت اسلامیہ ہندیہ کے مسائل پر اچھی تھی وہ اخبارات کا مطالعہ اس توجہ کے ساتھ کرتے تھے اور یہ دیکھتے تھے کہ ملک کے ہندو فرقہ وارانہ انتہا پسندی کا ذہن رکھنے والوں کی طرف سے ملت اسلامیہ کیلئے نقصان دہ کیا چیزیں ہیں اور ان کی طرف سے کیا عملی اقدام کئے جا رہے ہیں وہ ایسی خبروں اور بیانات کو جو مسلم ملت کیلئے تخریبی اثرات کے حامل ہیں نوٹ کرتے تھے اور ان کو ترتیب دیکر پندرہ روزہ الرائد کے شمارے میں پابندی سے شائع کرتے تھے اس طرح الرائد کے قارئین کو معلومات یکجا مل جاتی تھیں۔ انھوں نے ثقافتی و علمی معلومات پر کئی سیمینار بھی منعقد کرائے۔ اور اردو کی ترقی کیلئے بھی متعدد منصوبے تیار کئے اور ان پر عمل کرایا۔ اس کے لئے یوپی کی نیم سرکاری انجمن فخرالدین علی احمد میموریل سوسائٹی کے پروگرام میں اور۔ اردو اکیڈمی اترپردیش کے پروگرام میں شامل کرائے اور پھر ان کو انجام بھی دلوایا۔ وہ فخرالدین علی احمد میموریل سوسائٹی کے بڑے فعال رکن تھے اور دوسری نیم سرکاری انجمن اور اردو اکیڈمی کے چیرمین بھی رہے، دونوں اداروں میں وہ اپنی فعالیت کی وجہ سے بڑے اثر انداز رہے اور متعدد جرأتمندانہ اقدام کئے اس میں اردو کے صاحب اسلوب ادیب۔ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ اور مولانا عبدالحی حسنیؒ پر بھی متعدد علمی سیمینار منعقد کرائے۔ ڈاکٹر محمد یونس صاحب نے اپنی اصل تعلیم دینی درسگاہوں میں حاصل کی پھر اس میں عصری تعلیم کا اضافہ کیا اور ڈی لٹ تک ڈگری حاصل کی انھوں نے اپنی سمجھ اور فعالیت

کے ذریعہ یونیورسٹی میں اچھا اثر ورسوخ حاصل کرلیا تھا دوسری طرف ملک کے سیاسی قائدین اور حکام وقت کی نظر میں بھی بڑی حیثیت کے مالک بنے چنانچہ بعض ان مسائل میں جو مقامی اہل اقتدار کے ذریعہ حل نہ ہوسکے اس سلسلہ میں وہ مرکزی اہل اقتدار سے رابطہ قائم کرنے میں دشواری محسوس نہیں کرتے تھے اور اس طریقہ سے بعض مشکل مسائل کے حل میں اہل ضرورت کو ان کی مدد حاصل ہوتی۔

وہ قلم وزبان دونوں کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ان کی تحریریں شگفتہ اور مفید مواد پر مشتمل ہوتی تھیں۔ وہ عالم دین بھی تھے، ادیب اور دانشور بھی تھے۔ انھوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ ڈاکٹر محمد یونس صاحب کی صلاحیتوں میں تنوع تھا۔ انھوں نے مختلف موقعوں پر اپنی اچھی صلاحیت کا ثبوت دیا۔ اپنے ملک کے اندر اہل علم اور اہل اقتدار دونوں حلقوں سے ان کا ربط تھا اس کے ساتھ ساتھ بیرون ملک میں بھی ان کو تعارف حاصل ہوگیا تھا۔ انھوں نے اولاً جامعہ ملیہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ایک سال گذارا تھا پھر حجاز ونجد کے اپنے سفروں کے ذریعہ ربط پیدا کیا تھا سعودی عرب کے اسلامی امور کے وزیر ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی اور رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف اور ڈاکٹر عبید الصالح سے انکو تعارف حاصل تھا اور اس تعارف سے انھیں بعض مفید کام انجام دینے میں مدد ملی، رابطۂ عالم اسلامی کا سکریٹریٹ ہندوستانی مسلمانوں کے بعض امور میں ان سے بھی معلومات حاصل کرتا تھا۔ اور اس سلسلہ میں ان کو مشیر بنالیا تھا۔

ندوۃ العلماء سے ان کا تعلق بڑا گہرا تھا۔ ان کے والد اور دوسرے اعزہ نے ندوہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ والد تو بعد میں ندوہ کے شیخ التفسیر ہوئے اور ندوہ کے مجلس انتظامی کے رکن بھی تھے۔ یہ رکنیت بعد میں ڈاکٹر محمد یونس کو بھی حاصل ہوئی اور انھوں نے ندوہ کے مفاد میں اچھا تعاون کیا۔

ڈاکٹر محمد یونس صاحب اور ان کے والد ماجد مولانا محمد اویس صاحب نگرامی کا ربط حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور ان کے عزیزوں سے ایک طرح سے خاندانی ربط وتعلق کی شکل کا تھا۔ اور اسطرح کے ربط وتعلق کو دونوں طرف سے برابر قائم رکھا گیا۔ اسی کا یہ اثر تھا کہ ڈاکٹر محمد یونس صاحب کا ربط ہم سے بھی خاصا رہا۔ وہ اسی محبانہ تعلق سے ملتے اور ندوہ اور ملت اسلامی کے مسائل میں تعاون دیتے اور علمی وادبی کاموں میں شرکت کرتے تھے۔ اس طرح ان سے قریبی ربط قائم ہو گیا تھا۔ اور تعلق بڑھ گیا تھا۔ اس طرح ان کے انتقال کا سانحہ ہم لوگوں کیلئے خاندانی سانحہ کی طرح تھا۔

ڈاکٹر محمد یونس صاحب کی صلاحیتوں اور ان کے ذریعہ سماجی اور علمی کاموں میں مفید حصہ لینے کے پیش نظر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ترقی کرکے ملک کے ممتاز اور اہم شخصیت کا انعام حاصل کریں گے۔ اور ممکن ہے کہ وہ ایسے منصب تک پہنچیں جس سے ملک وقوم اور خاص طور پر مسلمانوں کو اپنے ملی معاملات میں خاصی بڑی مدد حاصل ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کیلئے یہی عمر لکھی ہوئی تھی جس کو پورا کرکے وہ اس طرح دنیا سے رخصت ہوئے کہ لوگوں کو یہ واقعہ اچانک واقعہ محسوس ہوا۔ اور ان سے علمی، سماجی، اور ملی کاموں میں جو مزید فائدوں کی امید کی جاتی تھی۔ وہ اچانک ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش از بخشش مغفرت فرمائے اور ان کے چھوڑے ہوئے مفید کاموں کیلئے دوسروں کو توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اپنی آنکھوں سے گلستاں میں یہ منظر دیکھے

● ذوالنورین رہبر لکھنوی

امن کے شہر میں کچھ ایسے بھی منظر دیکھے
آئینہ بن کے مجھے جرم کا احساس ہوا
حق ہی کہتے رہے اور حق کے سوا کچھ نہ کہا
جن کی ٹھوکر میں رہا تاج شہنشاہی بھی
تم جو قطرہ بھی نہ سمجھو تو تمہاری مرضی
اس کا ممکن ہی نہیں پھر تو سلامت رہنا
عیب اوروں کے بیاں کرنے سے پہلے انساں
ہر طرف صحن گلستاں سے دھواں اٹھتا ہے
موسم گل کا خزاں میں ہمیں احساس ہوا

آستینوں سے نکلتے ہوئے خنجر دیکھے
یوں سمجھ لیجئے ہر ہاتھ میں پتھر دیکھے
ہم نے ایسے بھی مجاہد تہہ خنجر دیکھے
ہم نے ایسے بھی زمانے میں قلندر دیکھے
ڈوبتے ہم نے تو اشکوں میں سمندر دیکھے
میرا دعویٰ ہے کوئی آئینہ بن کر دیکھے
جھانک کر اپنے گریبان کے اندر دیکھے
اب کوئی کون یہاں کیا پس منظر دیکھے
اپنی آنکھوں سے گلستاں میں یہ منظر دیکھے

جن سے دشوارئ منزل کا ہوا ہے احساس
ہم نے اس دور میں کچھ ایسے بھی رہبر دیکھے

مصائب کی یورش آفات کا تسلسل

● شمس الحق الندوی

ہماری آج کی دنیا میں جو بظاہر ترقی اور علم وفن کی دنیا ہے اکتشافات وایجادات کی دنیا ہے۔ فن طب اور سرجری نے بھی ناقابل قیاس حدود کو پار کرلیا ہے مگر حیات انسانی کی حفاظت اور اس کی بقا، ہر آن ہر لمحہ خطرے میں ہے، واقعات وحوادث کچھ اس طرح پیش آرہے ہیں کہ عقل انسانی حیران ہے۔

قحط سالی، سمندری طوفان کی ہلاکت خیزی، زلزلہ، سواریوں کی بھیانک ٹکر، جہازوں کا گرنا اور نہایت بے کسی کے عالم میں انسانی جانوں کا تلف ہوجانا عمارتوں کا منہدم ہوجانا، مٹی کے تودوں اور پہاڑوں کی چٹانوں کے تلے دب کر مرجانا۔ علاوہ ازیں قتل وغارتگری اور انسانی خون کی ارزانی ایسی عام ہوگئی ہے جیسے اب انسان کی کوئی قیمت ہی باقی نہیں رہ گئی ہے وہ گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا جاتا ہے ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ مصائب کی یہ یورش اور آفات کا یہ لامتناہی تسلسل کیوں ہے۔ اس کے پیچھے کون سی طاقت کام کر رہی ہے اس پر ہم کبھی غور نہیں کرتے۔ جب کوئی واقعہ اور حادثہ پیش آتا ہے تو ہم اس کا سبب وعلت بیان کرکے مطمئن ہوجاتے ہیں اور اپنی پرانی روش پر قائم رہتے ہیں، مکان اس لئے گرا کہ بوسیدہ ہوگیا تھا۔ سواری اس لئے ٹکرائی کہ ڈرائیور کو نیند آگئی تھی۔ جہاز اس لئے گرا کہ کسی پرزے نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ سمندر میں طوفان اس لئے آیا کہ ہوا کا دباؤ کم ہوگیا تھا۔ ریل اس لئے ٹکرائی کہ سگنل غلط دے دیا گیا تھا۔ مریض اس لئے جانبر نہ ہوسکا کہ ساری ترقیوں کے باوجود مرض کی صحیح تشخیص نہ ہوسکی تھی یا بروقت طبی امداد نہیں پہونچ سکی تھی۔ ایک شخص تندرست وتوانا تھا اچانک حالت بگڑی اور اس نے دم توڑ دیا۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ ان تمام واقعات کے پس پردہ کون سی طاقت کام کر رہی ہے؟ اس کا جواب سائنسدانوں کے پاس نہیں۔ علوم عصریہ کے لال بجھکڑوں کے پاس نہیں، اس کا جواب تو فقط علم نبوت کی روشنی میں مل سکتا ہے لیکن ہم اس کی طرف رجوع نہیں کرتے، بس ظاہری اسباب وعلل بیان کرکے خاموش ہو رہتے ہیں اور زندگی کی گاڑی اپنی پرانی روش پر چلتی رہتی ہے۔ ڈگمگاتی ہے جھٹکے کھاتی ہے۔ لوگ گرتے اور مرتے رہتے ہیں مگر کسی کو یہ معلوم کرنے کی فکر نہیں ہوتی کہ گاڑی کا کون سا پرزہ ڈھیلا ہے جس سے جھٹکے لگ رہے ہیں اور لوگ گر اور مر رہے ہیں حالات کی سنگینی اپنا آخری رول ادا کرنے کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ زندگی کی گاڑی اپنے ڈھیلے پرزوں کے ساتھ پوری برق رفتاری کے ساتھ دوڑ رہی ہے، نہیں کہا جاسکتا کہ کس لمحہ اور آن پوری گاڑی ٹوٹ کر چکنا چور ہوجائے گی۔ قیامت کا صور پھونکنے والا فرشتہ صور منہ سے لگائے کھڑا ہے۔ نگاہیں اس کی آسمان کی طرف لگی ہیں کہ حکم ملے اور صور پھونک دے اور زندگی کی گاڑی کو ایسا جھٹکا لگے کہ چاند سورج وستارے، زمین وآسمان، پہاڑ، دریا سب کو ہلاکر بلکہ توڑ کر اور گراکر رکھ دے یا آگ کردے۔ اور

"اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ"

جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے جھڑ پڑیں گے۔ اور جب دریا بہہ کر (ایکدوسرے میں) مل جائیں گے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ

(جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔ اور جب تارے بے نور ہوجائیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے) کا منظر سامنے آجائے اور کہا جائے لَاتَ حِينَ مَنَاص ہاتف غیبی آواز دے رہا ہے کہ تم اس کی طرف آجاؤ جس کے قبضہ میں یہ سب کچھ ہے تم اس کے بھیجے ہوئے رسولؐ نے زندگی کی تاریک راہوں میں چلنے کے لئے روشنی کا جو چراغ جلایا ہے اس کی روشنی میں چلنا شروع کردو۔ تمہاری گاڑی کے ڈھیلے پرزے درست ہوجائیں گے۔ گرنے اور ٹوٹنے کا خدشہ جاتا رہے گا۔

ہم یکسو ہوکر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہم جن بلاؤں میں گرفتار ہیں وہ ہماری اپنی لائی ہوئی بلائیں ہیں۔ خالق کائنات جو اس عالم رنگ وبو کا حقیقی مالک وفرمانروا ہے فرماتا ہے۔

وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا

كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ

تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی لائی ہوئی ہوتی ہے وہ تمہارے عمل کا نتیجہ ہوتی ہے (یہی ایسی حالت میں ہے) کہ اللہ تعالیٰ بہت کچھ درگذر سے کام لیتا ہے۔

اس مالک حقیقی نے جہاں اپنی اطاعت وفرمانبرداری اپنے حکموں کی بجا آوری اور اپنے رسولؐ کی تعلیمات پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

"اور جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ اور جس منع کردیں (اس سے) باز رہو۔

وہیں اس بات کی بھی تعلیم دی ہے مجھ سے مانگو سکھ دکھ میں مجھ کو پکارو، بھول چوک غلطی اور گناہ کے بعد میری طرف رجوع کرو توبہ، واستغفار کرو، معافی کے طلبگار رہو، مجھ سے عافیت مانگو، رزق میں کشادگی وخوشحالی مانگو، میری پکڑ سے پناہ مانگو۔ اس نے فرمایا میں اپنے اس بندے سے زیادہ خوش ہوتا ہوں جو مجھ سے عافیت طلب کرتا ہے اس نے اپنا پتہ بتایا۔ اپنے رسولؐ کے ذریعہ کہلوایا۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔

اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہدو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک راستہ پائیں۔

وہ کتنا رحیم وکریم ہے کہ خود ہی اپنا پتہ بھی بتاتا ہے اور خود ہی مانگنے کا طریقہ بھی بتا رہا ہے کہتا ہے کہ اس طرح مانگو۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نعمت عطا فرما۔ اور آخرت میں بھی نعمت عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ (البقرہ۔۲۰۱)

کیا فی الدنیا حسنۃ میں دنیا کی ہر بھلائی، صحت وعافیت، بلائے ناگہانی سے حفاظت امراض وآفات، تنگیٔ رزق، خوف دشمن، کاروبار میں برکت عمل صالح کی توفیق ساری چیزیں نہیں آگئیں، بندوں کو اس پر غور کرنا چاہیے دوسری جگہ دوسرے انداز سے بھول چوک کی معافی طلب کرنا اس طرح بتایا۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے ہمارے پروردگار ہم کو نہ پکڑ اگرچہ ہم بھول جائیں یا چوک جائیں، اے ہمارے پروردگار نہ رکھ ہم پر بوجھ جیسے تو نے ان لوگوں پر رکھا۔ جو ہم سے پہلے تھے اور مت اٹھوا ہم سے وہ جس کی ہمیں طاقت نہیں اور معاف کر ہمیں، اور بخش اور رحم کر ہم پر تو ہمارا سہارا ہے ہماری مدد کر نہ ماننے والوں پر۔

"رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ" میں ناقابل برداشت بیماری مصیبت اور ظالموں کا ظلم آگیا۔ جب آقا یہ مانگنا خود سکھا رہا ہے تو پھر اس کی قبولیت میں کیا شک۔ لیکن بندہ یقین کے ساتھ سچے دل سے مانگے تو! ۔ ایک اور آیت میں اپنی اولاد واہل کنبہ کی صلاح وفلاح اور آنکھوں کی ٹھنڈک مانگنے کا طریقہ اس طرح بتایا۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور اولاد سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کر اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

کیا آنکھوں کی ٹھنڈک میں اولاد کا صالح ہونا، نیک خو اور خوش اطوار ہونا ماں باپ کی نافرمانی سے بچنا اور خدمت گذاری کیلئے ہمہ وقت حاضر رہنا شامل نہیں لیکن کب اور کتنی بار ہم یہ دعا مانگتے ہیں، لڑکوں کی سرکشی اور بے راہ روی کی شکایت تو ہم کرتے ہیں اور جگہ جگہ اس کا رونا روتے ہیں لیکن کیا کبھی اپنے آقا کے سکھائے ہوئے اس طریقے کے مطابق اس سے مانگتے اور اس کے سامنے روتے ہیں، پھر کاہے کا رونا روتے ہیں، اور ایک جگہ حضرت یوسفؑ کی زبان سے کہلوایا۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے تو میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں مار مجھکو اپنا فرمانبردار اور ملا مجھ کو نیکوں سے۔

کیا جب ہم اپنے مولا کو اپنا ولی اور کارساز یقین کرکے اس سے لو لگائیں گے مسلمان ہونے کی حالت میں موت اور صالحین کے زمرہ میں شامل ہونے کی التجا کریں گے تو وہ ہم کو آفات اور بلیات سے بچائے گا نہیں؟ آفات و بلیات میں گھر جانے کے بعد اس سے نجات

حاصل کرنے کا طریقہ حضرت یونسؑ کی زبان سے اس طرح ادا کرایا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور بے شک میں قصوروار ہوں۔

ترمذی شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جو مصیبت زدہ بھی یہ دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کریگا ایک شخص نے سوال کیا۔ اللہ کے رسول یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کیلئے خاص تھی یا عام مسلمانوں کیلئے ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے اس آیت پر غور نہیں کیا۔

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ

ہم نے اسے غم سے نجات دی (دیکھو) اسی طرح ہم ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں۔

ہم اپنے حال پر غور کریں اگر ہم ایمان میں پکے ہیں اور اپنے خدا پر یقین رکھتے ہوئے اس سے یہ دعا کریں گے تو وہ قبول نہ کریگا جب کہ وہ خود ہی فرما رہا ہے وکذالك ننجی المومنین۔ مگر افسوس کہ ہم نے مانگنا چھوڑ دیا۔ صرف شکوہ شکایت اور مصیبتوں کے اسباب وعلل کی تلاش اپنا شعار بنالیا ہے پھر نصرت خداوندی کیسے آئے بلائیں کیونکر دور ہوں۔ ایمان لانے کے بعد بھی مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے باوجود ہم ہر آن خطرہ میں ہوتے ہیں کہ ہمارا ازلی دشمن ہم کو راہ سے ہٹا نہ دے ضلالت وگمراہی کے غار میں گرا نہ دے۔ کچھ حالات کا بہانہ بناکر کبھی کوئی اور جال لاکر ہمارے کریم ونکتہ نواز آقا نے ہم کو سکھایا کہ تم ہم سے اس طرح بھی مانگا کرو کہ ہم کو ثبات واستقامت کی توفیق بھی تو ہمیں دیتے ہیں فرمایا کہو۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

"خدایا ہمیں سیدھے راستے پر لگا دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ڈانواڈول نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما یقیناً تو ہی ہے کہ تجھ سے بڑا بخشش میں کوئی نہیں۔

اہل باطل اور اہل حق کی کشمکش ازل سے چلی آرہی ہے۔ اہل باطل ہمیشہ اہل حق کے درپے آزار رہے ہیں ہندوستان میں خصوصاً یہی اہل باطل کی کشمکش ہیبتناک فسادات کی شکل میں ظاہر ہوتی رہتی ہے، ہمارے آقا نے ہم سے کہا ان حالات میں ہماری طرف اس طرح رجوع کرو اور مانگو۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

اے ہمارے آقا ہمیں منکروں کیلئے فتنہ نہ بنادے اور اے ہمارے رب ہمارے قصوروں سے درگذر فرما بیشک تو ہی زبردست اور دانا ہے۔

ہم پٹ پٹا کر، نوحہ وماتم کرکے یا کچھ سیاسی بیانات دے کر اور تدابیر اختیار کرکے بیٹھ رہتے ہیں لیکن کیا کبھی تنہائیوں میں بیٹھ کر اور دل کی گہرائیوں سے اپنے آقائے حقیقی کو پکارتے ہیں جس نے ان حالات میں مانگنے کا وہ ڈھنگ بتایا ہے جو ابھی گذرا پھر ہماری مدد کیسے ہو۔ یہ دنیا سرائے فانی ہے یہاں کی ہر شئے آنی جانی ہے اسی پر ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے مگر عملی زندگی میں ہم اس سرائے فانی کے ساتھ سرائے جاودانی کا معاملہ کرتے ہیں اس میں منہمک ومشغول ہوکر اس کی لذتوں میں ڈوب کر اپنے کریم آقا کو بھول جاتے ہیں اور یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ اس نے ہم کو ہوشیار اور متنبہ کیا ہے کہ یہ دنیا جس کی قیمت ہمارے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے اس میں کشش ورعنائی ہم نے اس لئے رکھی ہے کہ دیکھیں تم میں کون اچھا عمل کرتا ہے۔ فرمایا:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔

جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کیلئے آرائش بنایا ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے۔

اس تنبیہ کے بعد بھی ہمارا یہ حال ہے کہ سامنے مسجد میں جماعت ہورہی ہوتی ہے اور ہم اپنے گھر میں بیٹھے ٹیلی ویژن دیکھتے یا ریڈیو سن رہے ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جایا کرو تاکہ صبح سویرے اٹھو اور نماز پڑھو، عشاء کے بعد ادھر ادھر کی باتوں میں نہ لگو۔ اور ہمارا یہ حال ہے کہ رات دیر گئے تک ٹیلی ویژن دیکھتے دیکھتے سوتے ہیں۔ اور صبح دن چڑھے بیدار ہوتے ہیں سحر کے وقت دعا اور نماز تو کیا گناہ کرتے کرتے سوتے ہیں اور گنہگار ہی اٹھتے ہیں کہ نماز کی توفیق نہیں ملتی۔ جب ہمارا حال اپنے کریم آقا کے ساتھ یہ ہوگا تو پھر آفتوں اور بلاؤں کا آنا یقینی ہے، بعض قوموں پر سوتے ہی میں عذاب آیا کہ رجوع وانابت اور توبہ واستغفار کا بھی موقع (نعوذ باللہ) نہ ملا۔ ہمارے اس زمانے میں کثرت سے ایسے واقعات پیش آتے ہیں۔ مگر ہم اس سے سبق نہیں لیتے۔ اپنی اصلاح اور خدا کی طرف رجوع وانابت کی فکر نہیں کرتے شاید ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ بہت سے صالحین وخوش اطوار لوگ بھی تو اس کا

شکار ہوتے ہیں ایسا کیوں ہے۔ اس کا جواب آقا نے خود فرمایا ہے۔ فرماتا ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً

اور اس فتنہ سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انھیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں۔

صالحین ظالموں کا ہاتھ نہیں پکڑتے، ان کی اصلاح و ہدایت کی فکر نہیں کرتے اس لئے وہ گیہوں کے ساتھ گھن کی طرح پس جاتے ہیں اور ایک جگہ زمانہ کو تاریخ ماضی کو بطور ثبوت وشہادت پیش کرتے ہوئے اس طرح فرمایا۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

زمانہ شاہد ہے کہ انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی تلقین کرتے رہے اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

خود نیک اور مطیع ہوں اور معاشرہ بگڑا ہوا ہو، ماحول گندہ ہو اس کی اصلاح کی فکر نہ کریں۔ دعوت وارشاد کا فریضہ انجام نہ دیں تواصی بالحق و تواصی بالصبر کے کام میں نہ لگیں تو آنے والی بلاؤں اور برسنے والی آفتوں اور سزاؤں سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ ہم جب گھر سے نکلتے ہیں تو اپنی عمدہ کار پر بھروسہ ہوتا ہے۔ اپنی جیب میں بھری ہوئی رقم اور وسائل ظاہری پر اعتماد ہوتا ہے لہٰذا کوئی فکر نہیں کرتے حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب گھر سے نکلو تو اپنے کو آقا کی پناہ و امان میں دے کر نکلو۔ کہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اللہ کے نام سے میں نے بھروسہ کیا اللہ پر اور بحالی قوت نہیں ہے مگر اللہ کیلئے۔

فرمایا یہ بھی دعا کر لو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ۔

اے اللہ ہم تم سے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ اور تیری خوشنودی کے کام چاہتے ہیں اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان کر دے اور اس کا فاصلہ طے کر دے اے اللہ تو سفر میں رفیق اور گھر والوں میں نائب ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ سفر کی مشقت اور ناگوار منظر سے اور مال واہل و اولاد میں بری واپسی سے اور اچھائی کے بعد برائی سے اور مظلوم کی بد دعا سے مانگتا ہوں۔

جب ہم خود کو اپنے آقا کے حوالے کر کے اور اس کی حفاظت وامان کے طالب بن کر نکلیں گے تو وہ ہماری حفاظت فرمائے گا۔ حفاظت کیلئے مقرر فرشتے ہماری دیکھ بھال کیلئے موجود رہیں گے۔ ایسا نہ ہوگا تو کسی حادثے کا شکار ہو سکتے ہیں یا واپسی پر کوئی بھی رنج وغم کی بات سن سکتے ہیں۔ اور اگر یہ نہ بھی ہو تو خیر و برکت سے محرومی رہے گی۔ اللہ کے رسول نے فرمایا جب تم کسی بستی میں داخل ہو تو اس طرح دعا کر لیا کرو تاکہ وہاں کے شر اور فتنہ سے محفوظ رہو۔ اور خیر و بھلائی میں حصہ پاؤ۔ فرمایا کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا۔

اے اللہ میں تجھ سے اس بستی کی بھلائی اور اس کے اندر کی بھلائی مانگتا ہوں اور تجھ سے اس کی اور اس کے اندر کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ ہماری وہاں کے رہنے والوں کے دلوں میں محبت ڈال دے۔ اور وہاں کے اچھے رہنے والوں کی ہم کو محبت دے۔

جس نئے ملک یا شہر یا بستی میں انسان داخل ہو رہا ہے وہاں بہت سی کشش و رعنائی کی چیزیں ہوں گی جو اس مسافر کے دل کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہیں۔ خلوص دل سے اس دعا کے پڑھنے سے اس کی حفاظت ہو گی لیکن ہم ایسا کرتے نہیں جس کے برے نتائج و ثمرات ہمارے سامنے آتے ہیں۔ باہر جا کر آدمی بہت سے ان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے جن سے اپنے وطن عزیز میں محفوظ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا اور اپنے اصحاب کو ہدایت فرماتے کہ جب سواری پر سوار ہو تو کہا کرو۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

پاک ہے وہ ذات جس نے (اس سواری کو) ہمارے قابو میں دیا اور وہ (اگر اسکی قدرت نہ ہوتی) ہمارے قبضہ کی نہ تھی اور ہم اپنے پروردگار ہی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔

سواری چاہے جانور ہو یا لوہے لکڑی کی ہو اس کو ہمارے قبضہ میں اللہ ہی نے دیا ہے،

اس کے بدکنے ٹوٹنے پھوٹنے یا ٹکرانے یا کسی غار اور دریا میں گرنے سے حفاظت بھی اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔ لہٰذا جب بندہ دعا کرے گا تو سواری کو اللہ تعالیٰ کسی حادثہ کا شکار ہونے سے بچائے گا روایات میں آتا ہے۔ آپ نے فرمایا آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔

اے اللہ میں آپ سے (گھر میں) داخل اور خارج ہونے کی بہتری مانگتا ہوں ہم اللہ کے نام پر داخل ہوئے اور ہم نے اللہ پر جو ہمارا رب ہے توکل کیا۔

خیر المولج میں خیر و عافیت کے ساتھ داخلہ اور گھر میں خیر و برکت اولاد اور اہل و عیال کی صلاح و خیر اور نیکی و اطاعت شعاری، خیر و برکت، حفاظت وعافیت سبھی کچھ آتا ہے، مگر ہم کو اس کا بہت کم دھیان رہتا ہے جس کے نتیجے میں ہم بڑی خیر سے محروم ہو گئے ہیں جو مشاہدہ میں کم آتی ہے اور کبھی کسی بڑے حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں جیسے چوری ڈاکہ وغیرہ ملک یا گھر کے ماحول میں انتشار رہتا ہے انسان جب سو رہتا ہے تو اس کے عقل و شعور والے قویٰ بھی اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں گویا انسان مردہ ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں سونے والا کبھی بھی حادثے کا شکار ہو سکتا ہے، کان ناک میں کوئی زہریلا کیڑا چلا جائے، سانپ بچھو ڈس لے، دشمن قتل کر دے، کچھ آسیب وجنون کا اثر ہو۔ آپ نے فرمایا جب سونے لگو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اس طرح اپنے کو خدا کے حوالے کر کے سویا کرو، فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ۔

اے اللہ میں نے اپنا رُخ تیری طرف کر دیا۔ اور اپنا معاملہ تجھے سپرد کر دیا۔ اور اپنی پیٹھ تیری طرف رکھ دی، تیری طرف رغبت اور خوف سے تیرے سوا کوئی ٹھکانہ اور پناہ نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا۔

جب بندہ دعا کرکے سوئے گا۔ تو خدا کی حفاظت میں رہے گا۔ پھر جب سو کر بیدار ہوگا تو اپنے کریم آقا کی حمد و پاکی بیان کرے کہ اس نے شر سے محفوظ رکھا۔ پھر سے نئی زندگی عطا کی کہ سونے کی حالت میں انسان گویا مردہ ہی ہوتا ہے لہٰذا کہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد جلایا اور اس کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

جب صبح کا تڑکا ہوتا ہے تو انسانی زندگی متحرک ہو جاتی ہے چلت پھرت کاروبار کی ہماہمی شروع ہو جاتی ہے۔ آنے جانے میں خطرہ، کسی بلا و مصیبت میں پڑ جانے کا خطرہ کسی گناہ و معصیت میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ فرمایا جب صبح ہو اپنے رب سے دعا مانگ لیا کرو،

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ

ہم نے اور ملک نے اللہ کیلئے صبح کی اے اللہ میں تجھ سے اس دن کی خیر و فتح و نصرت نور و برکت اور ہدایت مانگتا ہوں اور تیری اس دن کے شر اور اس دن کے بعد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

جب بندہ اپنے آقا سے اپنا تعلق اس طرح استوار کرے گا تو اس کی طرف سے شر و فتن سے بچانے کا بھی سامان ہوگا۔ یہی دعا شام کو بھی کرے گا، جب سورج غروب ہو جائے کہے۔

اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فَتْحَهَا وَنُوْرَهَا وَبَرَكَتَهَا وَهُدَاهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا۔

ہم نے اور ملک نے اللہ کیلئے شام کی اے اللہ میں تجھ سے اس رات کی خیر و برکت و ہدایت مانگتا ہوں اور تیری اس رات کے شر اور اس رات کے بعد کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

یہاں ان دعاؤں کا ذکر کیا گیا ہے جو مختلف اوقات میں حفاظت و سلامتی کے لئے مانگی جاتی ہیں حفاظت و سلامتی کی اور بہت سی دعائیں ہیں جن کا اہتمام کرنا چاہئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد الخ) سورۂ الناس (قل اعوذ برب الناس) سورۂ فلق (قل اعوذ برب الفلق الخ) تینوں صورتوں کو صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھ لیا کرے وہ ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ ہر صبح شام تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے تو اسے کوئی چیز ضرر نہ پہونچائے گی۔ اور کوئی

ناگہانی بلا نہ پہونچے گی۔

بِسْمِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں لگا رہتا تھا۔ اور بکثرت آپ کو یہ دعا کرتے سنتا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ

اے میرے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے اور غم سے اور کم ہمتی اور کاہلی اور بزدلی سے اور بخیلی اور کنجوسی اور قرض کے بار سے اور لوگوں کے دباؤ سے۔

اللہ کے رسولؐ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کے بقا صحت وعافیت کی دعا مانگتے اور اچانک سزا وگرفت سے پناہ مانگا کرتے تھے، آپ فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَمِنْ فُجَائَۃِ نِقْمَتِکَ وَمِنْ سَخَطِکَ

اے میرے اللہ میں آپ کی نعمت کے ختم ہو جانے آپ کی عافیت کے سلب ہو جانے آپ کے اچانک غضب سے اور آپ کی تمام ناراضیوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

ایک دوسری دعا اس طرح فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَدْمِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْھَرَمِ

اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں دب کر، گر کر ڈوب کر، جل کر مرنے سے، اور بہت زیادہ بڑھاپے سے۔

اور ہمارا حال یہ ہے کہ نعمت وعافیت کے حصول کے بعد اکڑتے اور اتراتے ہیں اور اس کو اپنی عقل وصلاحیت کا ثمرہ سمجھتے ہیں۔ اس کی بقا کی دعا کرنا تو الگ رہا شکر بھی ادا نہیں کرتے۔ پھر اگر کوئی آفت آتی ہے تو اس سے بچاؤ کیونکر ہو، دعاؤں کا اہتمام اور اس کا ذوق خود رحمت خداوندی کی دلیل ہے حدیث شریف میں آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ

دعا عبادت کا مغز ہے۔

آقا جب اپنے بندوں کو نوازنا چاہتا ہے تو ان کو دعا کا سلیقہ عطا فرما دیتا ہے اور پھر یہ دعا زندگی کے مسائل سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ بخشتی ہے، اللہ تعالیٰ پر اعتماد بڑھتا ہے اور اس کے ساتھ قوت عمل بھی بیدار ہوتی ہے دعا ان برے اعمال سے بچنے کے لئے ڈھال کا کام کرتی ہے جو حوادث کا سبب بنتے ہیں۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی امان میں آجائیں۔ اب تک جو کچھ کہا گیا۔ اس میں امن وعافیت طلبی۔ آفت ناگہانی، بے بسی وبے کسی، بخل وکاہلی سے حفاظت کی طلب وگذارش کا تذکرہ ہے اپنے آقا سے۔

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح اشیاء دواؤں اور غذاؤں کے اثرات ہوتے ہیں، اسی طرح اعمال کے بھی اثرات ہوتے ہیں۔ برے اعمال کے اثرات بے برکتی، گھریلو جھگڑوں و بیماریوں بلاؤں اور آفتوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور اچھے اعمال کے اثرات خیر وبرکت امن وامان، سکون واطمینان اور توفیق خیر کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر وقت اپنا احتساب کرنا چاہئے، جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ ہم کوئی غلط کام تو نہیں کر رہے ہیں ظلم وزیادتی حق تلفی وقطع رحمی (باہمی تعلقات کو توڑنا) بد خلقی، بد اطواری، فحش کاری اور بے حیائی سے اپنے کو بچانا چاہئے۔ کہ ان سب اعمال کے اثرات آفتوں اور مصیبتوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، جس کا ہم اس وقت مشاہدہ کر رہے ہیں۔

محبت وبھائی چارگی، دیانت وراست بازی انصاف وسچائی، شعائر اسلام کی پاسداری، شکر نعمت وممنونیت، یہ اعمال خیر وبرکت، صحت وعافیت؛ امن واطمینان، سکون ورحمت بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت کا سامان بنتے ہیں جن سے ہم اس وقت محروم ہیں، اس کی روشنی میں ہم کو دیگر مواقع کی جو دعائیں منقول ہیں ان کا اہتمام کرنا چاہئے کہ یہی مومن کی شان اور ایمان کا تقاضہ ومطالبہ ہے، اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کے غیبی انتظامات فرمائے گا۔ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں ہیں بطور نمونہ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں کہ اس مختصر مضمون میں زیادہ کی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت سفینہؓ رومیوں کی لڑائی یا کسی دوسرے موقع پر راستہ بھول گئے اتفاق سے ایک شیر سامنے آگیا انھوں نے اس شیر سے فرمایا میں حضورؐ کا غلام ہوں، میں راستہ بھول گیا ہوں، اس کے بعد وہ شیر کتے کی طرح دم ہلاتا ہوا ان کے ساتھ ہولیا۔ جہاں کوئی خطرہ کی بات پیش آتی وہ دوڑ کر اس طرف جاتا اور پلٹ کر پھر ان کے پاس آجاتا۔ اور اسی طرح دم ہلاتا ہوا ساتھ چلتا حتیٰ کہ لشکر تک ان کو پہونچا کر واپس چلا گیا [1]

صالحین اور نیکوکار بندوں کے ساتھ یہ

---

[1] مسلمانوں کی پریشانی کا بہترین علاج (بحوالہ مشکوٰۃ) مؤلفہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث۔

واقعات برابر پیش آتے رہتے ہیں اور اب بھی پیش آتے ہیں۔ ان کا ذکر باعث طوالت ہوگا۔ رب کریم اور زبان نبوت نے جو کچھ فرما دیا ہے اس میں شک کی گنجائش ہی کیا۔ اور تاریخ اس کی شاہد ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے اور ہماری خطاؤں سے درگذر فرما کر زمانے کے شرور وفتن اور آفات وبلیات سے ہماری حفاظت فرمائے۔ خلاصہ یہ کہ خدا کو پکارے بغیر اس سے لو لگائے بغیر کمزور انسان کا کہیں ٹھکانہ نہیں ذیل کی آیت میں قرآن مجید نے اسی حقیقت کو بیان کیا ہے پڑھئے قرآن کیا کہتا ہے۔

قُلْ مَا یَعْبَأُ بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ (فرقان)

کہدو کہ اگر تم (خدا کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا۔

پھر فرماتا ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (البقرہ)

مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

یہ حقیقت کہ آقا خود ہماری فریاد کو کھڑا اپنے کانوں سے سن رہا تھا۔ مومن کے لئے مژدۂ جانفزا ہے ؎

اس سے بڑھ کر اور کیا میرے لئے انعام ہے
آپ خود سنتے ہیں آکر جو مرا پیغام ہے [1]

---

[1] مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

انسانیت نواز تھا پیغام بوالحسنؒ

● مولانا شمس تبریز خاں

دنیائے علم وفضل کے اے شاہِ ذی وقار — ہے تیرے غم میں عالمِ اسلام سوگوار
ہیں اہلِ دل کے قلب وجگر زخمی وفگار — اہلِ نظر کی آنکھ ہے ہر سمت اشکبار
ہے چاک چاک آج گریبانِ احتیاط — دامن ہوا ہے صبر وتحمل کا تار تار
ہر غنچہ دل گرفتہ ہے ہر گل اداس ہے — رخصت ہے تیرے ساتھ ہی اب موسمِ بہار
قائم تھا اس کے دم سے بھرم اپنی قوم کا — تھا بوالحسنؒ کی ذات سے ملت کا اعتبار
انسانیت نواز تھا پیغامِ بوالحسنؒ — جس سے فضائے ہند سراسر تھی مشکبار
تیری زباں سے نکلے ہیں کیا دُرِ شاہوار — تیرے قلم نے کتنے کھلائے ہیں لالہ زار
تیری کتابِ علم کا ہر حرف معتبر — تیری کتابِ زیست کا ہر لفظ پُر وقار
اسلوب نرم رو ترا موجِ نسیم تھا — اور گاہے تند وتیز کہ گرتا ہو آبشار
خوشبوئے فکر سے تری مہکے ہیں گلستاں — پہنچی صدائے حق تری از ہند تا تاتار
مہر ووفا کی بزم میں شبنم سے بھی لطیف — جور وجفا کے رزم میں شمشیرِ ذوالفقار
خُلقِ محمدیؐ کی جھلک اس کے خُلق میں — شانِ علیؓ، علی کی ادا سے تھا آشکار
غیرت میں گر وہ پیروِ آلِ حسینؓ تھا — اخلاق میں وہ خلقِ حسنؓ کا تھا جلوہ زار
اے آنکہ بود حُسنِ حسنؓ در جمالِ تو — اے شانِ بوالحسن ز جبینِ تو آشکار
گونجے تری اذاں سے ہیں مشرق کے بام ودر — مغرب کی وادیاں بھی نہیں اس سے برکنار
تیری اذاں سے مشرق ومغرب کے معرکے — تیری فغاں سے ہے حق وباطل میں کارزار
تیری صدا ہے تیز دلِ مشرق کا لہو — تیری نوا ہے نعرۂ تکبیر کی پکار
اللہ جانشینِ علیؓ پھر عطا کرے — اسلامیوں کو بخش دے کھویا ہوا وقار

سایہ فگن ہو رحمتِ حق بوالحسنؒ پہ اب!
اور ان پہ فضلِ خاص ہو اے ربِّ کردگار

(بقیہ) تعزیتی جلسے

ان کے علاوہ سلطان پور، فیض آباد، ممتاز انٹر کالج، دفتر جمعیۃ علماء اتر پردیش، ارم ایجوکیشنل سوسائٹی، رضوان لائبریری تمبور مئوناتھ بھنجن، ثاقب ایجوکیشنل لائبریری، سرور میموریل ہائی اسکول، امیر الدولہ اسلامیہ کالج، انڈین یونین مسلم لیگ، ریاستی کانگریس کمیٹی، راشٹریہ لوک دل، بزم اردو لکھنؤ انجمن پیامِ انسانیت، انجمن اصلاح المسلمین سنی یوتھ فیڈریشن، بابری مسجد ایکشن کمیٹی، اور گولڈن آبشیکل کمیٹی میں تعزیتی جلسے ہوئے اور مرحوم کو یاد کیا گیا۔

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے!

از: محمد نسیم الہ آبادی

رب کائنات نے اس آسمان کے نیچے ہر قسم کی چیزیں نوع بنوع کی اشیاء اور الگ الگ مزاج و مذاق اور مختلف طبیعت و ذوق کے لوگوں کو پیدا فرمایا۔ ان میں سے کسی کو بادشاہی عطا کی تو کسی کو فقیری، کسی کو صحت مند بنایا تو کسی کو بیمار، کسی کو ایمان کی دولت عطا فرمائی تو کسی کو بے ایمانی کی نحوست دی، کسی کو خطا کار تو کسی کو نیکو کار، کسی کو عیش و عشرت میں رکھا تو کسی کو نان جویں کا محتاج بنایا، کسی کے اندر زر اندوزی کی ہوس رکھی تو کسی کو دنیا سے بیزاری عطا کی ـــــ غرض ہر ایک اپنی اپنی کوشش و دھن میں ہمہ وقت کوشاں و فکر مند اور رواں دواں ہے، اور ساتھ ہی ساتھ ہر ایک کے پاس مادی خواہشات اور نفسانی لذات کی ایک طویل ترین فہرست ہے جس کی تکمیل میں شب و روز منہمک و مصروف اور ان تمام خواہشوں میں جاہ و مال کی خواہش بیحد محبوب و مرغوب کہ اگر آج ایک خواہش بر آئی تو کل دوسری نئی خواہش جنم لیتی ہے۔ قصہ مختصر انسان اپنی انہیں خواہشات میں غلطاں و پیچاں ہے اور اسی کی تکمیل میں صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے عمر یا لآخر یوں ہی تمام ہوتی ہے، آرزوؤں اور خواہشوں کی تکمیل تو کیا ہوتی بلکہ بہت سی آرزوئیں تو سینے میں دفن ہو کر شہر خموشاں پہنچ جاتی ہیں۔ کیا خوب کہا ہے غالب نے ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

تمام ارمانوں اور خواہشوں میں سب سے بڑی اور لا انتہا ہی خواہش مال کی ہے کہ اگر کسی کے پاس رہنے کا ٹھکانہ ہے تو کل کو خواہش ہوتی ہے کہ پختہ مکان پھر حویلی وغیرہ۔ اگر آج سائیکل سے سفر کرتا ہے تو کل موٹر سائیکل و موٹر گاڑی کی تمنا، الغرض روز بروز آرزوؤں اور تمناؤں کی دنیا وسیع سے وسیع تر ہوتی رہتی ہے اور انہیں کی تکمیل و تعمیل میں پوری زندگی کی چکی چلتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان اسی میں پھنس کر اپنے اس تخلیقی مقصد سے بہت دور نکل جاتا ہے، جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ اور جو اس کا محور اور مقصد ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یعنی اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

واضح رہے قرآن و حدیث میں حصول مال کی مذمت و تعریف میں دونوں طرح کی آیات و روایات وارد ہوئیں ہیں اور یہ بات اہل علم پر مخفی نہیں کہ کسی چیز کی مذمت و تعریف ذات کی نہیں ہوتی بلکہ اس سے پیدا ہونے والے عوارض و نتائج اور اس پر مرتب ہونے والے ثمرات کی ہوتی ہے اسی سے معلوم ہوا کہ حلال مال کا حاصل کرنا اور اس کا صحیح مصرف پر خرچ کرنا یہ مستحسن اور ممدوح ہے اور اسی طرح حرام مال کا حصول اور غیر مصرف پر استعمال مکروہ و مذموم ہے۔

دنیا طلبی و زر اندوزی جس قوم و فرد کو بھا جائے گی، تو وہ ہر وہ پینترے کھیلے گی جو اس راہ میں اختیار کئے جاتے ہیں اور جن کی لوازمات پوری کرنا اس کا سب پہلا زینہ ہے، وہ ہے اہل مال و ثروت کے پاس آنا جانا اور ان سے اپنے روابط مستحکم کرنا یہی اس کا پہلا زینہ اور پہلی منزل ہے۔

اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر نظر ڈالیں اور حضرات صحابہؓ کے اعمال و افعال کی طرف توجہ کریں تو معلوم ہوگا کہ حضرات صحابہؓ کس قدر دنیا و اہل دنیا سے متنفر رہتے تھے اور ان کے قرب سے کس قدر گریزاں تھے کہ وہ بھوکے پیاسے رہ کر بھی استغناء و توکل کو اپنے ہاتھوں سے نہیں چھوڑتے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ امراء طالب اور غرباء مطلوب ہو گئے امراء ان کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگے۔ اور وہ ان کو منھ نہ لگاتے تھے، یہ تماشہ بھی کس قدر عجیب تھا کہ امیر غریب اور غریب امیر تھا۔ اور کس بلا کا استغناء و بے نیازی انہیں حاصل تھی، جس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہوتا ہے۔

"عبد العزیز بن مروان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لکھا کہ اپنی حاجات کو مجھ سے بیان کیجئے، حضرت ابن عمرؓ نے ان کو اس کے جواب میں لکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور یہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں سے ابتداء کرو جو تمہاری کفالت میں ہوں لہٰذا میں تم سے کسی چیز کا سوال نہ کروں گا باقی اس رزق سے جسے اللہ تعالیٰ مجھے تمہارے ذریعہ دلائیں رد بھی نہ کروں گا۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو اس طرح کی ہزاروں مثالیں ملیں گی، یہ حضرات تقویٰ و طہارت، خاکساری و مسکنت، دولت و ثروت کی گرد سے دور خلوص و للٰہیت کے منبع و مرکز اور توکل و قناعت کی دولت سے کس قدر مالا مال تھے۔ اور اسی طرح ان کے پیروکار حضرات اکابر و اسلاف کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو سینکڑوں واقعات اس طرح کے نظر آئیں گے کہ بادشاہوں اور بادشاہت کو ٹھوکروں پر اڑا دیا۔ اور انھوں نے کبھی بھی دنیا اور اہل دنیا کو قابل افتخار اور باعث عزت نہیں سمجھا بلکہ انھوں نے فقیری میں بادشاہی کر کے دکھلا دیا۔ اور کتنے فقراء ایسے گذرے کہ ان کے جھونپڑے کے سامنے شاہی تاج جھکتا نظر آیا، لیکن کوئی فقیر ایسا نہیں گذرا جس نے شاہوں کے سامنے کاسہ گدائی کی ہو۔ ان حضرات کا فقر بھی فقر اختیاری تھا نہ کہ اضطراری اور ان کے افلاس کا سبب یہ نہ تھا کہ ان کو کچھ ملتا نہ تھا، حق تعالیٰ نے ان کو بہت کچھ مال و دولت عطا فرمایا تھا مگر وہ اپنے پاس رکھتے ہی نہ تھے ـــــ حضرات صحابہؓ کی حالت تو یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ملک شام میں پہنچے تو حضرت ابو عبیدہؓ کے خیمے میں آترے کیونکہ وہ عساکر اسلامیہ کے افسر اعلیٰ تھے۔ اور ان سے پوچھا کہ اے ابو عبیدہؓ تمہارے پاس کچھ کھانے کو بھی ہے انھوں نے روٹی کے سوکھے ٹکڑے سامنے رکھ دیئے اور پانی لا کر رکھ دیا، یہ حال دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا۔ اے ابو عبیدہؓ اب تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فتوحات سے وسعت کر دی ہے پھر تم ملک شام میں ہو اب تم تنگ زندگی کیوں گذارتے ہو انھوں نے عرض کیا اے امیر المومنین دنیا تو محض زاد ہے آخرت میں پہنچنے کیلئے، جس کیلئے یہ بھی کافی ہے، تو زیادہ لیکر کیا کریں گے۔

ایک مرتبہ خود حضرت عمرؓ سے عرض کیا گیا تھا کہ اب فتوحات میں وسعت ہو گئی ہے آپ اتنی تنگ زندگی کیوں گذارتے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمارے بہت سے بھائی اس فقر کی حالت میں شہید ہو گئے انھوں نے خدا کے راستے میں عمل زیادہ کیا۔ اور دنیا سے فائدہ حاصل نہیں کیا۔ ان کا سارا ثواب آخرت میں ذخیرہ رہا اور ہم لوگوں نے فتوحات حاصل کر کے بہت کچھ مال و دولت حاصل کر لیا ہے۔ اور ہماری محنت کا کچھ ثمرہ یہاں مل گیا ہے۔ اب مجھے اس مال و دولت سے منتفع ہوتے ڈر لگتا ہے کہ قیامت میں کہیں یہ نہ کہہ دیا جائے کہ:

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ (سورہ احقاف ۲۰)

(تم نے حیات دنیا میں مزے اڑا لئے ہیں اور طیبات سے تمتع حاصل کر لیا ہے۔ اور اب یہاں تم کو عذاب ذلت کی سزا دی جائے گی اس لئے کہ تم بڑا بننا چاہتے تھے)

مذکورہ واقعات سے اندازہ کیجئے کہ حضرات صحابہؓ کس طرح فقر اختیار کئے ہوئے تھے، اور بیشک یہ انھیں حضرات کا حصہ تھا۔ لیکن ان واقعات کا مطلب یہ نہیں کہ مال طیب حاصل ہی نہ کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی منفعت بھی بیان فرمائی ایک موقعہ پر حضرت عمرو بن عاصؓ سے فرمایا

یا عمرو نعما بالمال الصالح للرجل الصالح

یعنی مال طیب کا حاصل کرنا معیوب نہیں بلکہ ممدوح ہے۔ کلام تو مصرف و طریق تحصیل میں ہے کہ کسب مال کی ہوس نہ ہو، بلکہ بقدر ضرورت کافی ہے اور اسی پر قناعت و توکل کرے اور بالخصوص امراء و رؤساء کی حاشیہ برداری تملق و چاپلوسی سے اجتناب کلی کرے، اور تحصیل مال کیلئے اپنے عزیز دین کو ذلیل نہ کرے، کیا خوب کہا ہے علامہ اقبال نے ؎

خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض
نہیں شعلہ دیتے شرر کے عوض

بالخصوص عالم دین کو مال و اسباب سے کس قدر اجتناب کرنا چاہیئے اہل ثروت سے ان کا قرب کتنا نقصان دہ ہے، حدیث شریف میں آیا ہے

"حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میری امت میں سے کچھ لوگ تفقہ فی الدین حاصل کریں گے۔ اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس آتے ہیں پس ان کی دنیا سے بہرور ہوتے ہیں اور اپنے دین کو بچائے رکھتے ہیں، حالانکہ یہ ناممکن ہے، جیسا کہ خار دار سے نہیں حاصل کیا جا سکتا مگر کانٹا اسی طرح ان امراء کے قرب سے نہیں حاصل کیا جا سکتا مگر خطایا جس کا حاصل یہ ہو کہ ان کے قرب سے خطاؤں کو کسب کریں گے۔"

اور ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا:۔

"برا ہے وہ فقیر جو امیر کے دروازے پر ہو اور کیا ہی اچھا ہے وہ امیر جو فقراء کے دروازے پر ہو اس لئے کہ اول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دنیا کا طالب ہے اور ثانی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آخرت کا قرب چاہتا ہے۔"

مذکورہ حدیثوں کے پیش نظر ذرا ہم اپنا محاسبہ کریں اور سوچیں کہ ہم ان حدیثوں پر کہاں تک عامل ہیں؟ اور کیا ہم ان وعیدوں کے مصداق تو نہیں؟ نیز ہم کس طرح مالداروں سے چپکتے ہیں اور ان سے دنیا حاصل کرنے کے واسطے کس کس طرح ان کی چاپلوسی کرتے ہیں۔ ذرا ہم اپنے اسلاف کی زندگی کا مطالعہ کریں کہ انھوں نے دنیا سے کس طرح بیزاری اختیار کی، حتی کہ فاقے پر فاقے کئے مگر کسی اہل دولت و ثروت کا دست نگر نہ بنے، دنیا داروں اور بادشاہوں کی حیثیت ان کے نزدیک مچھر کے پر سے بھی کم تھی۔ سچ ہے کہ ؎

مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی۔

جب ہمارا یہ طرز عمل تھا تو دنیا ناک رگڑ کر ہمارے پاس آتی تھی اور ہم ٹھوکروں پر اڑا دیتے تھے۔ اور آج ہم اسی دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں، ہمارا اصل مقصود و نصب العین تو آخرت ہے نہ کہ دنیا، جس کی حقیقت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ اپنے اسلاف کے اسوہ کو دیکھیں اور انہیں کو مشعل راہ بنائیں نیز قناعت و استغناء اختیار کریں یہی ایک مومن کی شان و شوکت ہے اور اسی میں عافیت و خیریت ہے اس لئے کہ اہل ایمان کا طریقہ امیری نہیں بلکہ فقیری ہے، ہمیں اسی میں نام و کمال پیدا کرنا چاہیئے، کیا خوب کہا علامہ اقبال نے ؎

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے ٭ خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

● مولانا نذر الحفیظ ندوی

(قسط ۳)

راہ کی رکاوٹیں:

۱۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا اسلام کو متعدد وجوہ کی بنا پر مغرب کی بیشتر کمزوریوں کے لئے تریاق سمجھا جا سکتا ہے، اور سمجھا جانا چاہئے چنانچہ اسلام ۲۱ ویں صدی کی رہنما آئیڈیالوجی بن سکتا ہے۔

لیکن بعض عوامل ایسے بھی ہیں جو مخالف سمت میں کام کر رہے ہیں، مسلمان ابھی تک کسی جگہ ایک حقیقی معاشی نظام قائم نہیں کر سکے جمہوریت، انسانی حقوق اور عورتوں کے حقوق سے جیسے فیصلہ کن مسائل پر بھی مسلمانوں کی پوزیشن ابھی تک ابہام کا شکار ہے اور ان کے تعلیمی نظام کئی پہلوؤں سے اب تک دور وسطیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ علاوہ ازیں اکثر مسلمانوں کا طرز عمل دعوت و تبلیغ کی کوششوں کو بے اثر کر دیتا ہے، مغرب میں آکر بسنے والے بہت سے مسلمان، خصوصاً جوان بڑھ ہیں، اپنے عقیدے کو پیش کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، نتیجتاً وہ کم تر درجے کی بستیوں (GHETTOS) میں نسلی گروہوں کی صورت میں رہنے لگتے ہیں، اپنے وطن کی ثقافت اس کی خوراک، لباس، موسیقی، معاشرتی رسم و رواج اور زبان کے تحفظ کے لئے وہ اپنے قومی تصورات اور رسم و رواج کے مجموعے کو اسلام کے طور پر پیش کرنے لگتے ہیں۔

اس سے بھی بڑھ کر ان تارکین وطن کی اصل دلچسپی اپنے آبائی ملک سے ہوتی ہے، جہاں وہ جلد سے جلد لوٹ جانا چاہتے ہیں، جرمنی میں آباد ایک ترک جو ترکی میں اسلام کا احیاء چاہتا ہے، بلاشبہ مہمان ملک میں دعوت کے کاموں کے لئے کسی کام کا نہیں رہتا۔

جہاں تک ان چند لوگوں کا تعلق ہے جو مغرب میں اشاعت اسلام کی کوشش کر رہے ہیں، اور اسے اتنا بے لچک، قانونی اور فقہی بنا ڈالتے ہیں کہ مغربی لوگ روحانیت کے عدم وجود سے چونک اٹھتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ ظاہری شکل و صورت کو اصل پر فوقیت دی گئی ہے اور اکثر فروعی مسائل کو بنیادی اور مرکزی موضوعات کے برابر اہمیت دی جاتی ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر مہمان مسلم کارکن اپنے مغربی پڑوسیوں پر مذہب کے حوالے سے بہت کم اثر انداز ہوتے ہیں۔

۳۔ اس کے علاوہ ایک اور بڑا عامل جو اسلام کو غالب آنے سے روکتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان بآسانی حقائق سے منہ موڑنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، ایک بیمار آدمی کو (اور مغرب بیمار ہے) نہ صرف یہ کہ تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ بیمار ہے، بلکہ اسے تجویز کردہ گولی میز پر رکھ دینے کے بجائے اسے نگلنا بھی چاہئے، بصیرت کی اہمیت اپنی جگہ لیکن یہ عمل کی متبادل نہیں بن سکتی، جرمنی کے ایک صدر کے بقول ہمارا مسئلہ علم کا نہیں اطلاق کا ہے۔

قرآن میں ان قدیم اقوام کی کہانیاں بکثرت بیان کی گئی ہیں جنھوں نے نوشتہ دیوار پڑھنے سے انکار کر دیا اور تنبیہات پر کان نہ دھرا حتی کہ ان کی تہذیب المناک انجام کو پہنچ گئی عین ممکن ہے کہ ہمعصر مغربی دنیا بھی تباہی تک پہنچنے سے قبل اپنا راستہ تبدیل کرنے اور اسلامی طرز زندگی اختیار کرنے کا حوصلہ اور عزم پیدا نہ کر سکے۔ اگر ایسا ہوا تو حال ہی میں کمیونزم پر فتح پانے کے بعد مغرب پر بھی خود فراموشی کی ایک ایسی کیفیت طاری ہو جائے گی جس کا انجام ہلاکت کے سوا کچھ نہیں، مغربی دنیا اپنے اندرونی تضادات کا شکار ہے اور ان تضادات میں سب سے زیادہ مہلک یہ ہے کہ انسان کو دیوتا بنا لیا گیا ہے۔

ہلاکت مغرب کا ناگزیر انجام ہے اگر مغربی دنیا اس انجام سے بچنا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ از سر نو وجود باری تعالیٰ کی مقدس اور الہامی حقیقت کو تسلیم کرے اور قرآنی اقدار اور احکام الٰہی کے مطابق جنہیں اللہ کے آخری نبیؐ کی سنت سے مستحکم کر دیا گیا ہے زندگی بسر کرنا شروع کر دے۔ واللہ اعلم!

ایک اندازہ کے مطابق اس وقت امریکہ میں آباد مسلمانوں میں سے چالیس فیصدی نو مسلم ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہیں اپنے نسلی ورثہ کی گمشدہ کڑیوں کو جوڑنے کی فکر نے

اسلام سے قریب کر دیا تو کچھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے کے سبب مسلمان ہوئے ایک بڑی تعداد عیسائی عقائد کے تضاد اور اس کے غیر فطری ہونے کے سبب عیسائیت سے متنفر اور اسلام سے قریب ہوئی۔ رسالہ یو۔ ایس اے۔ ٹوڈے U.S.A TODAY نے قبول اسلام کے اس عمل کو ایک ایسے طوفان سے تعبیر کیا ہے جس نے امریکیوں کے ذہن و دماغ میں ایک عالمگیر دین میں جلد از جلد شامل ہونے اور اس کے فرد بننے کی طوفانی خواہش پیدا کر دی ہے۔ لیکن مغربی ممالک میں اسلام کسی تحریک یا پروپیگنڈہ کے ذریعہ نہیں بلکہ ایک عوامی پکار کے ذریعہ داخل ہو رہا ہے۔ یہودی اور عیسائی تنظیمیں اس پکار سے خائف بھی ہیں اور اس کے پھیلتے ہوئے اثرات کا اعتراف بھی کرتی ہیں۔

یہ پکار ایک مجبوری کا نتیجہ ہے جو خود راستہ کھولتی جا رہی ہے جو اخلاقی بحران مغربی قوموں کو پیش ہے اس کا حل تلاش کرتے کرتے یہ قومیں تھک چکی ہیں۔ خلیجی جنگ کے بعد امریکی صدر بش نے ایک تقریر میں کہا تھا کہ اگرچہ یہ عظیم جنگ انھوں نے جیت لی ہے مگر انسداد منشیات کے معاملہ میں وہ جنگ ہار چکے ہیں(۱)۔ لیکن امریکی مسلمانوں نے اس سلسلہ میں جو خدمت انجام دی ہے اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔" یہ حقیقت ہے کہ امریکہ میں نہیں تمام مغربی ملکوں میں بسنے والے مسلمان من حیث الملت منشات سے

(۱) زیادہ صحیح الفاظ میں زندگی کے تمام میدانوں میں شکست فاش کھا چکے ہیں لیکن "شرم ہم کو مگر نہیں آتی"!

بچتے ہیں اور حلال و حرام کا فرق قائم رکھے ہوئے ہیں اس بنا پر یورپ و امریکہ کے بازاروں میں ہر جگہ حرام و حلال کی مفصل فہرست آویزاں ملے گی۔

مغربی ملکوں میں بسنے والے مسلمانوں کے کردار کا درخشاں پہلو خواہشات نفسانی اور بے حیائی سے احتیاط ہے امریکی عوام میں جنسی بے حیائی اس طرح عروج پر ہے کہ خود امریکی مفکر کے قلم سے ایک کتاب نکلی ہے جس کا نام اس نے جل کر کنڈوم نیشن CONDOOM NATION رکھا ہے۔

۱۹۹۵ء میں ایک کانفرنس عالمی ادارہ صحت کی طرف سے ہوئی تھی اس میں اسقاط حمل کو قانونی درجہ دینے کا منصوبہ تھا۔ لیکن امریکی کرسچین ایسوسی ایشن نے جم کر مخالفت کی جبکہ عرب ممالک اور پاکستان نے صرف خاموشی اختیار کی نتیجہ یہ ہوا کہ کانفرنس کو اپنا موقف بدلنا پڑا۔ اور پھر ممالک کو یہ سفارش کرنی پڑی کہ اگر وہ چاہیں تو اسقاط حمل کو قانونی حیثیت دے سکتے ہیں امریکی عوام فحاشی کے اس سیلاب بلاخیز سے عاجزی اور اخباروں کے ذریعہ اپنی ناخوشی اور بے بسی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

حساس امریکی لوگ اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اسلامی مراکز پر اسلام لانے والوں کا نظارہ اکثر پیش آتا ہے۔ بعض اوقات ایسے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی مرکز پر نظر آتی ہیں جن کا مقصد اسلامی زندگی کا جائزہ لینا ہی ہوتا ہے۔ یہ نماز باجماعت سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ بعض نئے امریکی مسلمان اپنے کردار سے بہت جلد قومی ہیرو بن جاتے ہیں، مثلاً باسکٹ بال کے چیمپین حکیم علا جوان، مائک ٹائسن عبد العزیز اور برطانوی مغنی یوسف اسلام وغیرہ۔

احترام کلام پاک کا ایک نمونہ یہ بھی ہے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کلام پاک کی تلاوت کی بڑی فضیلت بتائی ہے اور اس کو ایک بڑی عبادت قرار دیا ہے، اور اس کتاب کی تعظیم پر بھی بڑا زور دیا ہے، اس سلسلہ میں بیان فرمایا کہ سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا، پوچھا خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا، جواب دیا ایک رات میں کسی قصبہ میں مہمان تھا جس مکان میں ٹھہرا تھا وہاں طاق پر قرآن پاک کا ایک ورق رکھا ہوا تھا، میں نے خیال کیا یہاں ورق مصحف رکھا ہوا ہے سونا نہ چاہیئے پھر دل میں خیال آیا کہ ورق مصحف کو کہیں اور رکھوا دوں اور خود یہاں آرام کروں پھر سوچا کہ یہ بڑی بے ادبی ہوگی کہ اپنے آرام کی خاطر ورق مقدس کی جگہ تبدیل کروں، اس ورق کو پھر دوسری جگہ نہ بھیجا اور تمام رات جاگتا رہا، میں نے کلام پاک کے ساتھ جو ادب کیا اسی کے بدلہ میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا۔

(بزم صوفیہ ص۸۸۔ بحوالہ دلائل العارفین)

دعائے مغفرت

تعمیر حیات کے قدرداں اور مشہور ادیب محمد امین مسعود صاحب کا دل کا دورہ پڑنے سے لکھنؤ میں ۱۸ مارچ ۲۰۰۱ء کو تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مرحوم شریف النفس اور ملنسار انسان تھے وہ دینی و دعوتی کاموں میں بھی حصہ لیتے تھے

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س :۔ ایک شخص آئے دن بذریعہ ٹرین یابس سفر کرتا ہے۔ اکثر دوران سفر دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے کبھی قبلہ درست نہیں، رکوع وسجود کیلئے مناسب جگہ نہیں، ایسے حالات میں کیا یہ ممکن ہے کہ مذکور شخص منزل مقصود پر پہونچ کر فرض سے سبکدوش ہو خواہ قضا ہی کرنا پڑے؟

ج :۔ نمازیں دورانِ سفر از روئے شرع مطلوب ہیں جس حد تک قدرت ہو شرائط نماز اور فرائض نماز پوری کرے، گھر جاکر نمازوں کی قضا کرنے پر عنداللہ ماخوذ ہوگا۔

س :۔ ظہر کی نماز پڑھانے کیلئے امام کو سنت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج :۔ امام کو چاہئے کہ ظہر کی سنتیں پڑھکر نماز پڑھائے، فرض نماز پڑھانے کے لئے سنتوں کا پڑھنا واجب نہیں ہے مگر مسنون ضرور ہے۔

س :۔ زید کی حالت بہت زیادہ خراب ہونے کی وجہ سے نماز قضا ہوتی رہتی تھی اب انتقال ہوگیا ہے، زید کی کوئی وصیت قضا نمازوں کے سلسلہ میں نہیں ہے ایسی صورت میں جو نمازیں قضا ہوگئیں ہیں کیا وارثین اس کا فدیہ دے سکتے ہیں؟

ج :۔ میت کی طرف سے نمازوں کا فدیہ وجوباً نہیں دیا جائے گا۔ اور نہ اس کی طرف سے قضاء کی جائے گی۔ اگر وارثین اپنی طرف سے فدیہ دیدیں تو امید ہے کہ کفارہ ادا ہو جائے گا۔

س :۔ کیا نابالغ لڑکا اذان دے سکتا ہے؟

ج :۔ نابالغ لڑکا اگر سمجھدار ہے اور اذان کی ادائیگی پوری صحت کے ساتھ کر رہا ہے تو اذان دے سکتا ہے۔

س :۔ یہ مشہور ہے کہ جمعہ یا رمضان میں مرنے والے مسلمانوں سے قبر میں سوال وجواب نہیں ہوتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ج :۔ جمعہ کے دن یا رمضان کے مہینہ میں اگر کسی مسلمان کا انتقال ہو جائے تب بھی اس سے حساب کتاب کیا جائے گا۔ قبر میں سوال وجواب ہوگا۔ یہ غلط بات ہے جو مشہور ہوگئی ہے کہ قبر میں اس سے سوال وجواب نہیں ہوگا۔

س :۔ شدید مجبوری کے باعث کسی کی نمازیں چھوٹ گئیں اور اس کا انتقال ہوگیا۔ اب مرحوم کی قضا نمازوں کے کفارہ کی کیا صورت ہوگی؟

ج :۔ ہر نماز کے بدلہ اگر ورثاء ایک کیلو سات سو گرام گیہوں یا تین کیلو چار سو گرام جو یا اس کی قیمت اپنی خوشی سے نکال دیں تو عنداللہ مقبولیت کی امید ہے۔

س :۔ ذبح کرتے وقت جانور کا رخ قبلہ کی طرف کرنا کیسا ہے؟

ج :۔ مسنون ہے۔ بغیر عذر قبلہ کی جانب منہ نہ کرنا خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

س :۔ ایک شخص قرأت سے پہلے رکوع میں چلا جاتا ہے اور حالت رکوع میں قرأت مکمل کرتا ہے کیا یہ درست ہے؟

ج :۔ نہیں! قرأت کے مکمل ہونے سے پہلے رکوع کرنا اور قرأت کو رکوع میں مکمل کرنا مکروہ ہے۔

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852

۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی
اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● سعودی حکومت کے زیر انتظام اس سال تقریباً تیس لاکھ فرزندانِ توحید نے اپنا فریضۂ حج ادا کیا۔ اس درمیان خادم الحرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز اور ولی عہد شہزادہ عبداللہ نے اپنے ایک پیغام میں کہا کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے متحد ہو جانا چاہئے۔ انھوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ سعودی عرب اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں اپنی پالیسی پر قائم رہے گا۔ اور خاص طور سے فلسطینیوں کی حمایت کرتا رہے گا جو آزاد ریاست کے قیام کی جد وجہد میں مصروف ہیں ان کے حقوق کو تسلیم کیا جانا چاہئے۔

● جاپان کی وزیر خارجہ نے اسلام کے حوالے سے حکومت کو ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی ہے جن میں چند اہم سفارشات پیش کی ہیں ان میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ اسلام کو وسیع النظری کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کی جائے اور اس سلسلہ میں اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات کو مزید مضبوط کیا جائے۔ اس کے علاوہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مختلف موضوعات پر حکومت کے زیر نگرانی ریسرچ کیا جائے اور اس طرح ابتدائی پرائمری اور سکنڈری اسکول کی سطح پر اسلامیات کے موضوع کو داخل نصاب کیا جائے امید ہے کہ اس کے اچھے نتائج ملک میں برآمد ہوں گے۔ اور اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں دور ہوں گی۔

● ڈنمارک کو مغربی یورپ میں علمی اور صنعتی اعتبار سے ایک اہم مقام حاصل ہے یورپ کے دیگر ملکوں کی طرح ڈنمارک میں بھی مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے چنانچہ اس وقت ڈنمارک میں ایک لاکھ تیس ہزار کے قریب مسلمان آباد ہیں اسی طرح جہاں سنتر کی دہائی...... میں صرف ایک مسجد پائی جاتی تھی وہاں حالیہ اعداد وشمار کے مطابق سارے ملک میں ۶۷ مساجد پائی جاتی ہیں اور ۱۶ اسلامی مدارس کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے اور ملک میں سب سے بڑی مسجد رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم کی گئی ہے جس میں بیک وقت ڈیڑھ ہزار مسلمان نماز ادا کر سکتے ہیں۔

● اقوام متحدہ کی معاشی اور سماجی کونسل نے کیوبا، شام سعودی عرب اور لیبیا کو انسانی حقوق کمیشن کا رکن منتخب کرلیا ہے۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق یہ وہ ممالک ہیں جن پر خود انسانی حقوق کمیشن انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے حوالے سے تنقید کرتا رہا ہے۔ ۵۳ رکنی کمیشن کے لئے ۱۴ ملکوں کا انتخاب کیا گیا ہے واضح رہے کہ امریکہ لیبیا، شام کو دہشت گردی میں تعاون کرنے والے ممالک کی فہرست میں شمار کرتا ہے جب کہ سعودی عرب پر اس کے عدالتی نظام کے باعث تنقید کی جاتی ہے۔

دیکھ کر رنگِ چمن ہو نہ پریشاں مالی
کوکبِ غنچہ سے شاخیں ہیں چمکنے والی
علامہ اقبال

قنوج کے قدیم مشہور ومعروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ واعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ: فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔

فون: ۲۴۴۴۵

محمد یٰسین محمد یامین تاجرانِ عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی
آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی یاد میں

رائے بریلی میں کل ہند جلسہ پیام انسانیت

سید محمود حسن حسنی

۲۷ فروری سنہ ۲۰۰۱ء کو رائے بریلی میں جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی وطن ہے انھیں کی یاد میں کل ہند سطح کا ایک عظیم الشان جلسۂ پیام انسانیت منعقد ہوا جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی جو کسی ایک مذہب اور مسلک کے ماننے والے نہیں تھے۔ بلکہ مختلف مذاہب وادیان کے پیروکار اور عوام وخواص سبھی طبقہ کے لوگ تھے۔ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کیلئے شہر رائے بریلی کے ایم۔ ایل۔ اے اکھلیش سنگھ، صغیر خان اور ان کے ساتھیوں نے بڑی دلچسپی دکھائی، یہ اجلاس دمی نقوی نیشنل انٹر کالج گراؤنڈ میں منعقد کیا گیا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین دار العلوم ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ اچھا انسان ہی ملک کو صحیح سمت پر لے جاسکتا ہے۔ اور اچھا انسان وہ ہے جو اپنے چھوٹے سے حق کیلئے بھی دوسرے انسان کو تکلیف نہ دے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اسلامی تعلیمات تو یہ بتاتی ہیں کہ انسان تو اشرف المخلوقات ہے وہ غیر انسان جس کے اندر اللہ نے جان رکھی ہے اسے بھی اذیت اور تکلیف دینے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے روکا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف کے ذخیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت کو اللہ نے اس پر سزا دی کہ اس کی بلی اس عورت کی لاپرواہی کی وجہ سے مرگئی تھی، اور اور ایک بدکار عورت کی اس پر مغفرت کردی گئی کہ اس عورت نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلادیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ زمین والوں پر رحم اور مہربانی سے پیش آؤ تو اللہ کی تمہارے ساتھ مہربانی ہوگی۔

انھوں نے اپنے مفاد کے حصول کیلئے دوسروں کا نقصان پہونچانے والوں اور خون کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ انسان نہیں بھیڑیا ہوگئے ہیں۔ انھوں نے ملک کی سلامتی اور ترقی کیلئے محبت، بھائی چارگی، اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کو اولین ضرورت قرار دیا۔ انھوں نے کہا کہ پڑوس کا حق ہوتا ہے ساتھ رہنے والے اور ساتھ سفر کرنے والے کا حق ہوتا ہے، خواہ وہ کسی برادری کا ہو یا کسی قوم کا ہو۔ اسلام نے راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے پر بھی اجر رکھا ہے تاکہ کوئی بھی رہگزر ٹھوکر نہ کھائے اور نہ پھسلے۔ انھوں نے فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والوں پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ راستہ میں کانٹا بچھانے کا کام کررہے ہیں یہ لوگ نہ ہی اپنے تئیں مخلص ہیں اور نہ ہی ملک کے خیرخواہ ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اللہ کو ظلم سے زیادہ ناپسند کوئی چیز نہیں اور جب ظلم حد سے بڑھنے لگتا ہے اور اترا ہٹ بڑھ جاتی ہے تو پھر اللہ کا غیظ وغضب نازل ہوتا ہے، زلزلے، طوفان، سخت قسم کی وبائیں انھیں سب کا نتیجہ ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ضرور سزا دیتا ہے، بس دیر سویر کا فرق ہوتا ہے لیکن سزا مل کر رہتی ہے۔ ظلم وزیادتی ہاتھ سے بھی ہوتی ہے اور زبان سے بھی، دونوں کو قابو میں رکھنا چاہیے اللہ کے یہاں پکڑ دونوں پر ہے۔

ملک کے معروف مقرر اور داعی اور کل ہند تحریک پیام انسانیت کے صدر مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب نے اپنی طویل تقریر میں کہا کہ ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ گنتی کے چند عرب تاجر آج سے تیرہ سو سال پہلے کشتیوں کے ذریعہ پہونچے تھے۔ کچھ گجرات کے ساحل پر اور کچھ کیرالا کے ساحل پر اترے تھے، آج اس عربی پیغام کو قبول کرنے والے اور اسلام سے رشتہ جوڑنے والے یہاں کروڑوں کی تعداد میں لوگ زندگی گذار رہے ہیں۔ آخر یہ کیسے ہوا؟ یہ سب ان کے اخلاق، ایمانداری، اور بات کی سچائی سے ہوا، جس سے یہاں کے لوگ متاثر ہوئیں اور حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔

انھوں نے کہا کہ یہ انسانیت کا تقاضا ہے کہ ہم اگر کھا رہے ہوں تو پاس پڑوس پر بھی نظر دوڑالیں کہ وہاں چولہا جل رہا ہے یا نہیں۔ اگر ہم کپڑے پہن رہے ہیں تو ادھر ادھر اتنا دیکھ لیں کہ دوسرا ننگا تو نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ یہ کہاں کا انصاف اور انسانیت ہے کہ ہم شادی کرتے ہیں تو لڑکی والوں کو قرض کے بوجھ سے دبا دیتے ہیں اور ایسے ایسے مطالبے کرتے ہیں کہ سر شرم سے جھک جائے۔

مشہور صحافی کلدیپ نیر نے بابری مسجد کی شہادت کو انسانیت کا خون کرنے سے تعبیر کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے عظیم رہنما گاندھی جی کو ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۴۸ء میں گوڈسے نے قتل کیا تھا۔ لیکن حقیقت میں ان کا قتل ۶ دسمبر سنہ ۱۹۹۲ء کو اجودھیا میں ان کارسیوکوں کے ذریعہ ہوا۔ جنہوں نے بابری مسجد گرانے کا گھناؤنا جرم کیا تھا۔ انہوں نے فرقہ وارانہ منافرت کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔

مجلس استقبالیہ کے صدر مسٹر اکھلیش سنگھ ایم ایل اے نے صاف اور واضح لہجہ میں کہا کہ اسلام ایک صاف ستھرا مذہب ہے۔ اور وہ جہاں پھیلا اپنی اچھی تعلیمات اور پاکیزہ اخلاق کے ذریعہ پھیلا ہے، انھوں نے کہا کہ میرا قرآن پڑھنے کا معمول ہے اور اس کا ہم پر اثر ہے، انھوں نے صاف اور دوٹوک لہجہ میں کہا کہ ہماری آئیڈیل شخصیتیں بس دو ہیں، شروع میں سوامی وویکانند جی سے متاثر تھا، ان کو میں نے خوب پڑھا تھا۔ لیکن جب سے میں نے مولانا علی میاں ندویؒ کی کتابیں پڑھیں تو اب میں بس ان سے متاثر ہوں۔

لکھنؤ سے آئے ہوئے مہمان چھیدی لال ساتھی سابق ایم ایل سی نے کہا کہ میں نے ڈاکٹر فریدی کے ساتھ کام کیا ہے اور میں نے مولانا علی میاںؒ کو قریب سے دیکھا ہے، وہ اسلام کا ایک عملی نمونہ تھے، انھوں نے اسلام کے نظریۂ مساوات کی کھل کر تعریف کی اور کہا کہ یہی چیز ہے جو دوسروں کو اسلام سے قریب کرتی ہے، اچاریہ شنکر سوامی نے کہا کہ مولانا علی میاںؒ کی زندگی سے اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے کا موقع ملا۔ وہ صرف انسانیت ہی کے پیامبر نہیں تھے بلکہ انسانیت اور روحانیت دونوں کے وہ داعی تھے۔ رائے بریلی کیلئے اس سے بڑھ کر فخر کی کیا بات ہوگی کہ وہ یہاں پیدا ہوئے اور یہیں آرام کررہے ہیں۔

اس تاریخی جلسہ کو پونہ کے جناب انیس چشتی صاحب جنرل سکریٹری کل ہند تحریک پیام انسانیت، مولانا سید اسحاق حسینی کنوینر کل ہند تحریک پیام انسانیت نے بھی خطاب کیا، دیگر خطاب کرنے والوں میں سیٹھ محمد سلیم، ڈاکٹر نیتھن، یوپی سنگھ، اور مولانا آس محمد گلزار قاسمی بھی تھے۔

اس عظیم الشان جلسہ میں مسلمانوں کے علاوہ بڑی تعداد میں غیر مسلموں نے بھی شرکت کی۔

> قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
> جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں
>
> علامہ اقبال

فریگرینس آف ایسٹ

بانی: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء کا سہ ماہی انگریزی مجلہ

The Fragrance of East

"فریگرینس آف ایسٹ"

الحمد للہ پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔

اہل قلم حضرات سے تعاون کی اپیل ہے۔ اپنے مضامین ایڈیٹر فریگرینس کو بھیجنے کی زحمت فرمائیں اور اس مجلہ کو زیادہ سے زیادہ اہل علم حضرات تک پہونچائیں۔

جن حضرات کی مدت خریداری ختم ہوگئی ہے وہ اپنی رقم روانہ کریں۔

سالانہ زر تعاون مبلغ ایک سو روپے Rs. 100/-

پتہ: دفتر فریگرینس آف ایسٹ، دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷

ڈاکٹر محمد یونس نگرامی کے انتقال پر تعزیتی جلسے

• محمد فرمان نیپالی

ندوۃ العلماء میں تعزیتی جلسہ

مورخہ ۸ر ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ کو پروفیسر محمد یونس نگرامی ندوی کے سانحۂ وفات پر دارالعلوم ندوۃ العلماء کی وسیع مسجد میں بعد نماز عشاء ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز برادرم عبدالہادی کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے کہا کہ آج ہم اپنے سے رخصت ہونے والے بھائی کے محاسن اور خوبیوں کا تذکرہ کرنے اور ان کی دعائے مغفرت کیلئے جمع ہوئے ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اذکروا محاسن موتاکم یعنی اپنے سے رخصت ہونے والے بھائیوں کی خوبیوں کو بیان کیا کرو تاکہ تم ان خوبیوں کو اپنا کر فلاح و بہبود سے ہمکنار ہو۔ مولانا نے کہا کہ پروفیسر محمد یونس نگرامی ایک نامور ادیب، بارسوخ انسان اور اچھے قلم کار تھے۔ انھوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کی، اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ بھی اسی مقصد کے پیش نظر گئے اور وہاں استفادہ کیا، انھوں نے اپنی محنت اور کوشش ہی کی وجہ سے بہت سی سرکاری ڈگریاں حاصل کیں انھوں نے مزید کہا کہ مرحوم کا خاندان بزرگوں کا خاندان ہے۔ اس خاندان کے اندر اللہ اور اس کے رسول کی محبت جاگزیں ہے وہ خاندان سنت رسول کا پابند ہے ان کے انتقال سے اہل خاندان، اہل علم اور عوام و خواص کو بڑا صدمہ پہونچا ہے۔

تقریر کے آخر میں مولانا نے کہا کہ یہ دنیوی قاعدہ ہے کہ جو پہلے آتا ہے وہ پہلے جاتا ہے لیکن قدرت کا فیصلہ اس کے برخلاف ہے جب کسی کی موت کا وقت آتا ہے۔ تو وہ نہ ایک لمحے کیلئے پیچھے جاتا ہے اور نہ آگے بڑھتا ہے، لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو ذخیرۂ ثواب کرتے رہنا چاہیئے۔

جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے کہا کہ مرحوم کے تعلقات دارالعلوم ندوۃ العلماء سے متعدد نوعیتوں کے تھے۔ ایک تو یہ کہ انھوں نے یہاں تعلیم حاصل کی، دوسرے یہ کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سابق شیخ التفسیر مولانا محمد اویس نگرامی کے فرزند ارجمند بھی تھے، ان کا خاندان علم و دین کا خاندان ہے۔ ان کے اندر دعوت کا جذبہ تھا۔ اسی کے پیش نظر انھوں نے اپنے علاقہ نگرام میں مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ ان کے والد بھی اس کیلئے بہت متفکر رہا کرتے تھے۔ ناظم ندوۃ العلماء نے کہا کہ ندوہ کو جب بھی حکومتی سطح پر کسی مسئلہ میں گفتگو کی ضرورت پڑتی تو ندوہ کے ذمہ داران ان سے بھی تعاون لیتے کیوں کہ انھیں اس سلسلہ میں بات کرنے کا سلیقہ تھا۔ پروفیسر صاحب کو عربی اردو اور انگریزی تینوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء سے نکلنے والے پندرہ روزہ عربی جریدہ "الرائد" میں "نافذۃ علی الہند" کے عنوان سے آپ ہندوستان کی صورتِ حال بالتفصیل لکھا کرتے تھے۔ دارالعلوم کے اساتذہ سے ان کو بڑا ربط تھا۔ وہ مثبت انداز میں کام کرتے تھے پارٹی بندی سے بہت دور تھے۔ ان کے انتقال سے ذمہ دارانِ ندوہ کو خاص طور سے بڑا دھچکا لگا ہے اور ایک خلا پیدا ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس خلا کو پُر کرے اور خیر خلف لخیر سلف کا محاورہ صادق آئے، ناظم ندوۃ العلماء کی دعا پر جلسہ کا اختتام عمل میں آیا۔

اس جلسہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم مولانا سید الرحمٰن اعظمی ندوی، مولانا سید واضح رشید ندوی، مولانا شمس الحق ندوی ایڈیٹر تعمیر حیات اور مولانا محمود الازہار ندوی اور دیگر اساتذہ کرام و طلباء دارالعلوم نے شرکت کی، نظامت کے فرائض مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری نے انجام دیئے

رابطہ عالم اسلامی کا تعزیتی جلسہ

رابطہ عالم اسلامی کے صدر ڈاکٹر عبداللہ محسن الترکی نے جمعیۃ المثقفین المسلمین کے سربراہ اور رابطہ کی جانب سے ہند، نیپال سری لنکا اور بنگلہ دیش کے علمی و دینی امور سے متعلق مشیر پروفیسر محمد یونس نگرامی ندوی کے انتقال کی خبر سن کر خصوصی طور پر خراج عقیدت پیش کیا۔ چونکہ ایام حج میں رابطہ کے دفاتر بند رہتے ہیں اس لئے خصوصی طور پر دفتر کھلوایا اور ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا۔ جلسہ میں پروفیسر نگرامی کے دعوتی و علمی کارناموں کا ذکر کیا گیا رابطہ کے صدر ڈاکٹر عبداللہ محسن الترکی نے کہا کہ عالم اسلام کیلئے ان کے دل میں تڑپ تھی۔ اور اسلام مخالف افراد کا وہ جس خوبصورتی کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے اس کی کوئی نظیر نہیں، اس جلسہ میں رابطہ عالم اسلامی کے اہم ذمہ داروں نے شرکت کی، اس موقع پر رابطہ نے پروفیسر نگرامی کی زوجہ کے نام ایک فیکس بھی کیا۔

اسلامک سینٹر ٹوکیو جاپان میں تعزیتی جلسہ

اسی طرح ایک جلسہ اسلامک سینٹر ٹوکیو جاپان میں بھی ہوا۔ جہاں سال گذشتہ ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے ساتھ پروفیسر نگرامی نے بھی دورہ کیا تھا۔ ٹوکیو اسلامک سینٹر میں بھی ایک جلسہ ہوا، جس میں آپ کے محاسن اور خوبیوں کا تذکرہ کیا گیا۔ اور ان کے اس مقالہ کی تعریف کی گئی جو انھوں نے اس موقع پر ہونے والے سیمینار میں پڑھا تھا۔ واضح رہے کہ پورے عالم اسلام کی طرف سے رابطہ کے ایماء پر پروفیسر نگرامی نے اس سیمینار میں ایک جائزہ پیش کیا تھا۔

امریکہ میں ایک تعزیتی جلسہ

کیلی فورنیا (امریکہ) میں بھی پروفیسر نگرامی کے سانحۂ وفات پر ایک تعزیتی جلسہ ہوا، جس میں ان کی دینی، فکری اور تصنیفی کاوشوں کو سراہا گیا اور کہا گیا کہ انھوں نے اپنی کم عمری میں بڑا کام کر ڈالا۔

دبئی اور متحدہ عرب امارات میں تعزیتی جلسہ

اسی طرح پروفیسر یونس نگرامی کی وفات پر دبئی اور متحدہ عرب امارات میں کئی جلسے ہوئے جس میں وہاں کے ذمہ داروں نے پروفیسر صاحب کی صحافتی خدمات کو سراہا جو حال کے اخبارات میں آپ عالم اسلام کا تجزیہ پیش کرتے تھے اور ہندوستان کے سیاسی، سماجی، علمی اور ثقافتی امور سے متعلق خصوصی رپورٹیں بھیجتے تھے۔

نیپال میں تعزیتی جلسے

مدرسہ عربیہ نور العلوم مدھولیا نول پراسی نیپال شاخ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بھی پروفیسر یونس نگرامی صاحب کے انتقال پر ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس میں مدرسہ کے سرپرست مولانا مبارک حسین ندوی قاسمی نے مرحوم کی زندگی پر بالتفصیل ... روشنی ڈالی اور اور کہا کہ مرحوم کی زندگی خدمت اسلام سے عبارت تھی۔ وہ اسلام کے تئیں کسی طرح کے تساہل کو انگیز نہیں کرتے تھے۔ جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد عثمان صاحب ندوی نے کہا کہ پروفیسر صاحب ایک اچھے ادیب اور بارسوخ انسان تھے قدرت الٰہی نے انھیں زبان و بیان دونوں صفات سے نواز اتھا۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں تعزیتی جلسہ

۵ر مارچ سنہ ۲۰۰۱ء کو جامعہ ملیہ اسلامیہ کے شعبۂ عربی میں پروفیسر یونس صاحب کے سانحۂ ارتحال پر ایک تعزیتی جلسہ ہوا۔ جلسہ میں کہا گیا کہ پروفیسر یونس نگرامی کی شخصیت دین و دانش کا حسین امتزاج اور قدیم و جدید کا دلکش مرقع تھی۔ وہ صحیح معنوں میں ایک معتدل و متوازن عالم متحرک و فعال دانشور اور علم و فضل کے روشن چراغ تھے۔ واضح رہے کہ شعبۂ عربی کے تحت اس جلسہ کا اعلان ہوا تھا لیکن حقیقت میں یہ جلسہ لسانیات والسنہ کی پوری فیکلٹی اور دارالحکومت دہلی کے نمائندہ کمان اہل علم کا جلسہ بن گیا۔

جامعہ سلفیہ سراج العلوم جھنڈا نگر میں تعزیتی جلسہ

جامعہ سلفیہ سراج العلوم جھنڈا نگر کے سربراہ مولانا شمیم احمد ندوی اور ماہنامہ "نور توحید" کے چیف ایڈیٹر مولانا عبداللہ مدنی نے بھی تعزیتی جلسے منعقد کئے جن میں دونوں حضرات نے پروفیسر صاحب کی وفات پر اظہار تأسف کرتے ہوئے ان کے علمی کارناموں کو سراہا۔

مدرسہ دارالتعلیم والصنعت میں تعزیتی جلسہ

مدرسہ دارالتعلیم والصنعت جاجمئو کانپور شاخ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں پروفیسر محمد یونس صاحب کی وفات پر ایک تعزیتی جلسہ ہوا، جس میں مدرسہ کے سکریٹری حاجی محمد اسحاق صاحب نے اس علمی، دینی، فکری، تحریکی اور رفاہی خسارہ پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل اور امت کیلئے نعم البدل ہونے کی دعا کی۔

فاؤنڈیشن فار سوشل کیئر کا تعزیتی جلسہ

فاؤنڈیشن کے صدر مولانا ظہیر احمد صدیقی ندوی کی صدارت میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا۔ جس میں پروفیسر نگرامی کی رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ صدر فاؤنڈیشن نے مرحوم سے اپنے دیرینہ تعلق کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ پروفیسر مرحوم ایک زندہ دل، بیدار مغز اور حوصلہ مند، بیباک دانشور تھے۔ ان کی رحلت سے نہ صرف لکھنؤ کے علمی و ادبی حلقوں میں خلا پیدا ہوا ہے بلکہ ان کی رحلت نے عالم اسلام بالخصوص اسلامیان ہند کو ناقابلِ تلافی نقصان پہونچا ہے۔

(باقی صـ۱۷ـ پر)

ایک تعارف

نگارشاتِ یاسمین

● شمس الحق ندوی

نگارشات یاسمین پر جناب سید حامد صاحب نے اپنے نجی خط میں اس طرح تبصرہ کیا ہے۔

"تحریر ہر سطر میں کئی بار ادو ادب سے مصنفہ کے شغف اور بہرہ یابی کی شہادت دے رہی ہے نثر ایسی شگفتہ ہے کہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ موتی کاوش سے ٹانکے گئے ہیں۔ ٹانکے کہاں گئے ہیں۔ یہاں تو کیفیت موتی رولنے کی ہے مصنفہ کے عبارت کی بے ساختگی اور ذوقِ زندگی کی داد نہ دینا قدر ناشناسی ہوگی، پڑھنے والے عبارت کی رواں دواں قلم برداشتہ بے ساختگی سے حظ اندوز ہوتا ہے۔ اور اُسے بہت سی نئی باتیں بھی معلوم ہوتی ہیں"

جناب مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

"تحریر میں شوخی اور تازگی ہے، روانی ایسی ہے جیسے رم جھم بارش ہو رہی ہے، بناوٹ اور تصنع بالکل نہیں ہے، تحقیقی مقالات کا پھیکا پن اور فلسفیانہ خیالات کا کھردرا پن کہیں نہیں ملتا، اپنی باتیں اپنے گھر اور ماحول کی باتیں دلکش اور سادہ انداز میں اس طرح بیان کی ہیں کہ پڑھنے والا اپنے آپ کو ہر ماحول سے قریب محسوس کرتا ہے، یہ لڑکی اپنے باپ اور چچا کی طرح وسیع مطالعہ کی مالک ہے

اس کے مقالات میں روایتی (کلاسیکل) اور تخیلاتی (رومانٹک) تلمیحات ملتی ہیں۔ غالب کے اشعار اور تلمیحات سے تحریر اس درجہ رچی بسی ہوئی ہے کہ ہم اس کو غالب پسند کے بجائے غالب زدہ کہہ سکتے ہیں۔

اس لڑکی نے رشید صاحب کا ورثہ پایا ہے رکھ رکھاؤ میں فرق نہیں آیا ہے، اپنے گھر کی باتیں کرتی ہے تو اس کا خلوص بڑھ جاتا ہے، اور لہجے میں گداز آجاتا ہے، سر سید یا رشید صاحب کا خاکہ لکھتی ہے تو بہت اچھے اور خوبصورت فقرے اس کے قلم پر آجاتے ہیں۔ اپنے بیاہے جانے کا قصہ بھی سناتی ہے جس میں صداقت کے ساتھ بھولا پن بھی نظر آتا ہے"

یہ تنقید نگار ہر دو حضرات کی تحریر پر اضافہ کرنا مشکل پا رہا ہے۔ کوئی شک نہیں۔ یہ کتاب جو بالکل ضخیم نہیں ہے، پڑھنے والے کو اپنی لذت سے اس طرح مسحور کرتی ہے کہ ایک ہی نشست میں اس کو پڑھنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ یہ طرز بیان اردو میں تقریباً منفرد ہے۔

اس لڑکی کے باپ اور مرحوم دادا دونوں ندوہ کے بڑے جانے بوجھے محبوب افراد میں ہیں، دادا محمد سمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو ندوہ کے استاذ الاساتذہ کہلاتے تھے۔ ندوہ ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، علم اس نے دادا سے وراثت میں پایا ہے۔ باپ نے مزاج کی حس دی اس طرح اس کی شراب دو آتشہ ہوگئی۔

یہ لڑکی ندوہ کی بیٹی ہے اور تعلیم اس نے مسلم یونیورسٹی میں پائی۔ یہ اس کے بچپن کے ماحول کے اثرات ہیں کہ دین سے اس کا شغف اور رسول سے اس کی محبت بہت زیادہ ہے سرکار دو عالم نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے اس کا بیان بے حد جذباتی ہے جیسے اس کی پوری روح اس میں سمائی جارہی ہے، مجھے بہت خوشگوار تعجب ہوا ہے جب اس نے حدیث رسول لکھی کہ تین لڑکیوں کی پرورش کرنے والا جنت میں جائیگا دو کا پرورش کرنے والا بھی جنت میں جائیگا۔ اور شاید حضورؐ نے ایک لڑکی کے لئے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔

دو ایک باتیں محل نظر بھی ہیں جس میں صرف اس کی شوخی کا دخل ہے لیکن بدذوقی نہیں پہلی جس پر مولانا عبد اللہ عباس نے گرفت کی ہے۔ جب اس نے طالبان کیلئے لکھا۔

"ممکن ہے طالبان ٹائپ کی ایک قوم بھی پیدا ہو جاتی جو سر راہ مردوں کی داڑھی اور پاجامہ کی لمبائی ناپتے اور وہیں کے وہیں سزا بھی دے دیتے۔ عورتیں تو خیر جہنم رسید ہی ہو جاتیں۔ پردہ اور برقعہ تو سر آنکھوں پر مگر تعلیم سے محروم کرنا تو رسولؐ کے حکم کی خالص خلاف ورزی ہے"

دوسری یہ بات جو اس نے قادیانیوں کے لئے لکھی۔

"ردِّ قادیانیت میں بڑے بڑے جلسے ہو رہے ہیں، تقریریں ہو رہی ہیں اور عرب سے

(باقی ص ۳۰ پر)

مطالعہ کی میز

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب: ملت اسلامیہ کی محسن شخصیات
مصنف: مولانا حکیم محمد اسلام صاحب انصاری
صفحات: ۲۴۰، سائز ۱۸×۲۲/۸، خوبصورت ٹائیٹل عمدہ کاغذ وطباعت دستی کتابت، قیمت ۶۰ روپے
ملنے کا پتہ: جامعہ عربیہ نور الاسلام شاہ پیر گیٹ میرٹھ (یوپی)

زیر نظر کتاب میں مولانا حکیم محمد اسلام صاحب نے ہندوستان کی قابل ذکر تاریخ ساز چھیاسٹھ اہم شخصیتوں کی سیرت وسوانح ان کی دینی علمی اصلاحی وتدریسی خدمات اور ان کے کارہائے نمایاں کا عام فہم زبان میں ـــ اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا ہے، جن سے برصغیر کی ملت اسلامیہ ذہنی وابستگی اور قلبی عقیدتمندی کے ساتھ زیادہ مانوس ہے جن میں حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ، حضرت سید احمد شہید رائے بریلویؒ علامہ فضل حق خیر آبادیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیب دیوبندیؒ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

مولانا نے زیادہ سے زیادہ عوامی افادہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے ایمان افروز تذکروں کو نہایت سادہ اور آسان انداز میں یکجا کر کے محفل علم وعرفان سجائی ہے۔

یہ کتاب مبلغین ومعلمین کیلئے ایک قیمتی تحفہ بھی ہے اور لائق مطالعہ بھی۔

نام کتاب: سیرت بانی دار العلوم
مؤلف: علامہ سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: ۱۳۲، سائز ۱۸×۲۲/۸، قیمت درج نہیں۔
ملنے کا پتہ: مکتبہ رشیدیہ عائشہ منزل، نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی ۷۴۲۰۰

پیش نظر کتاب میں عالم ربانی علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر اور عظیم متکلم ومجاہد بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی علمی، اصلاحی، خدمات اور ان کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے،

یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے، باب اول میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی سوانح حیات کا سرسری ذکر ہے، باب دوم میں تصنیفات وتالیفات باب سوم میں غیر مسلموں کے مناظرے، باب چہارم میں دار العلوم دیوبند، اور باب پنجم میں مولانا کی مؤمنانہ فراست کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

نام کتاب: تذکرہ حضرت مولانا سید احمد خاں صاحب مہاجر۔ مکی رحمۃ اللہ علیہ
مرتب: مفتی محمد روشن شاہ قاسمی
صفحات: ۶۲، سائز ۱۸×۲۲/۸، قیمت ۲۰/- روپے۔
ملنے کا پتہ: ادارہ اشاعت دینیات (پرائیوٹ) لمیٹڈ ۱۶۸/۲ حجاہاؤس حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳ (انڈیا)

حضرت مولانا سید احمد خاں صاحب تبلیغی جماعت کے قدیم داعیوں میں تھے، علم وعمل میں بھی تفوق رکھتے تھے اور عرب وعجم میں دعوت وتبلیغ کا بڑا کام کیا تھا۔

اس کتاب میں ان کے مختصر حالات کے علاوہ قیمتی ملفوظات، خطبات اور مکتوبات بھی ہیں چونکہ مولانا کا تعلق تبلیغی جماعت سے بہت قدیم تھا۔ اور انھوں نے بڑی جد وجہد سے دعوت کا فریضہ انجام دیا تھا۔ اسلئے ان کی ہر بات طویل تجربے پر مبنی اور نہایت قابل قدر ہے۔

کتاب کے آخر میں خواتین سے متعلق فضائل کے باب میں ۲۸ احادیث نقل کی گئیں ہیں جن میں سے اکثر موضوع اور من گھڑت ہیں۔ بعض لوگوں نے انھیں مولانا کی طرف نسبت کر کے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا تھا۔ اور مولانا کو اس کا علم بھی نہیں تھا، چنانچہ مولانا نے اس پمفلٹ کی تردید کی ہے اور مذکرہ روایتوں کو من گھڑت بتایا ہے۔ اس لئے ان روایتوں پر عمل نہ کیا جائے۔

بہر حال یہ کتاب دعوت وتبلیغ میں لگے ہوئے لوگوں کیلئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیلئے عموماً بہترین تحفہ ہے۔

لمحۂ فکریہ

مسلمانوں میں اسراف کی جو وبا آئی ہوئی ہے شادیوں اور دیگر تقریبات میں جس طرح اسراف وتبذیر جاری ہے۔ غیر اسلامی رسوم کی پابندی کی جارہی ہے وہ کسی بھی قوم وملت کیلئے تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہے جس قوم کے لاکھوں لوگ نان جویں کے محتاج ہوں اور ستر پوشی کے لباس سے عاری ہوں۔ اہل ثروت اللہ کی عطا کردہ دولت کا بے جا استعمال کر رہے ہوں۔ ایسی صورت میں اس قوم کے مستقبل کا کیا ہوگا؟

(حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ)

(بقیہ)
نسخۂ کیمیا اور ید بیضاء

اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے، جب ان کو یہ بات معلوم ہوگئی تو بڑے اطمینان بلکہ بڑے ناز و اعتماد کے ساتھ فرمایا۔ اِذًا لَا یُضَیِّعُنَا تب تو وہ ہمیں ضائع نہ فرمائے گا۔

حضرت موسیٰؑ اور ان کے ہمراہیوں کو جب فرعون کے خونخوار لشکر نے دریا کے کنارے گھیرا اور بظاہر نجات کی صورت باقی نہ رہی۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ نے کس اعتماد کے اور کس محبت کے ساتھ فرمایا۔

قَالَ کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ

ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے ضرور راستہ دکھائے گا۔

اور بدر کے موقع پر جب مسلمانوں کے پیر اکھڑنے لگے اور ایسا نظر آنے لگا کہ مٹھی بھر جماعت جو پوری انسانیت اور سارے زمانوں کے لئے روشنی کی واحد اور آخری کرن تھی کہیں ڈوب نہ جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس درد کس اعتماد اور کس تعلق و دلسوزی کے ساتھ دعا فرماتے ہوئے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ لَنْ تُعْبَدْ۔ اے اللہ اگر یہ جماعت بھی فنا ہوگئی تو پھر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

ان تینوں اور اہم ترین اور عجیب واقعات میں تعلق مع اللہ، یقین و اعتماد اور محبت و دلسوزی کی ایسی جلوہ گری ہے کہ کسی ایک کو دوسرے سے علیحدہ کر کے نہیں دیکھا جاسکتا۔ اور یہی وہ عناصر ہیں جن کے بعد انسان کا رشتہ خالق کائنات اور مسبب الاسباب سے اس طرح جڑ جاتا ہے کہ پھر کوئی بیرونی قوت اور شورش اور بڑی سے بڑی آزمائش اس کو کمزور نہیں کر سکتی۔

اس کے علاوہ "نفس مطمئنہ" کے حصول کیلئے ان دونوں چیزوں سے بڑھ کر کوئی اور ذریعہ نہیں قلب کے اضطراب، خوف، بددلی، شکست حوصلگی پست ہمتی اور اوہام اور وساوس کو دور کرنے کیلئے اس سے زیادہ زود اثر کوئی دوسری چیز نہیں قرآن مجید کا صاف ارشاد ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

خوب یاد رکھو اللہ ہی کی یاد سے دل اطمینان پاتے ہیں۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔

اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کیلئے کافی ہے،

نیم دلی مایوسی اور اضطراب دراصل وہ موہوم بدلیاں ہیں جو دل کی کدورتوں معصیتوں اور خدا سے بے تعلقی یا اس تعلق کے کمزور ہو جانے کی وجہ سے دل پر چھا جاتی ہیں، خارج میں ان کا اکثر کوئی وجود نہیں ہوتا، دل کو ایک خدا کی یاد پر مرکوز کرنے اور اس کی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ کے استحضار کے بعد خود بخود یہ بدلیاں چھٹنے لگتی ہیں اور امید و یقین کی شعاعوں سے آئینۂ دل جگمگا اٹھتا ہے۔ اندھیرے کے ساتھ جتنی مہیب صورتیں موہوم شکلیں اندیشے اور غلط نظریئے قائم ہوگئے تھے، اور جو مفروضات حقائق بن گئے تھے اور دل کو پریشان کر رہے تھے۔ حباب کی طرح غائب ہونے لگتے ہیں اور دل کی گہرائی اور بیرونی سطح اس سے پاک ہو جاتی ہے۔

ان اثرات کی مقدار یاد کی کمیت سے زیادہ کیفیت پر، قال سے زیادہ حال پر اور ظاہر سے زیادہ باطن پر منحصر ہے لیکن اپنے حالات اور اپنی سطح کے موافق ہر شخص کو اس میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے اور اس کو نفس مطمئنہ کے دروازہ پر پہونچا دیتا ہے۔

یہ تعلق اور اعتماد ہماری مشکلات کا حل بھی ہے کامیابی کی کلید بھی ہے اور خوف و حزن کا علاج بھی ہے، دوا بھی ہے، ہتھیار بھی ہے، ذریعہ بھی ہے، اور مقصود بھی ہے

اس کے لئے کہیں دور جانے کی حاجت نہیں اس کو دل کے نہاں خانہ میں تلاش کرنا چاہیئے یہ غنچہ اسی گلشن میں کھلتا ہے اور اسی چمن میں ملتا ہے بس دل کے اس دروازہ کو جو عرصہ سے مقفل پڑا ہوا ہے اور جس میں سوائے گندی چیزوں اور کیڑے مکوڑوں کے اور کچھ نہیں ہے، کھولنے اور پاک کرنے اور خدا کی روشنی سے منور کرنے کی ضرورت ہے

تو غنچہ کم ندمیدہ درِ دل کشا بچمن درآ

(بقیہ)
قبول اسلام کے بعد.....

جیسے تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتابوں کا برازیلی زبان میں نہ ہونا بھی ہے۔

اور اخیر میں میں اپنی گفتگو اس خواہش کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ میں دین اسلام کی تعلیم حاصل کروں اگرچہ ایک ہی سال ہو تاکہ برازیلی زبان میں دعوتِ اسلامی کی نشر و اشاعت کر سکوں اور برازیلیوں پر جو کہ غفلت میں ہیں یہ واضح کر سکوں کہ اسلام، عدل، مساوات انسان کا اپنے بھائی انسان کے تئیں احترام کا جذبہ جیسے مفاہیم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

آخر میں اخبار العالم الاسلامی کا مشکور ہوں کہ اس نے ہمیں اپنا تعارف کرانے کا اور دین حنیف کے تئیں اپنے احساسات کو بیان کرنے کا موقع دیا۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میری تمنا ہے کہ کسی اسلامی ملک میں ایک سال اسلامی علوم سیکھنے کا موقع ملے

قبولِ اسلام کے بعد برازیلی راہب کے تأثرات

تحریر: جواس یاسر حسین
ترجمہ: سید مسعود حسن حسنی

برازیل میں اسلامی تعلیمات سے متأثر ہو کر ایک راہب نے اسلام قبول کر لیا ہے اسلام سے پہلے ان کا نام (اسرائیل گوس لوئیس سانت) تھا۔ اور اسلام قبول کرنے کے بعد اسماعیل محمد کے نام سے وہ جانے جاتے ہیں۔ ان کی عمر ۵۱ سال ہے۔ انھوں نے یونیورسٹی کی تعلیم کے بعد برازیل کے متعدد کلیساؤں میں انجیلی فرقہ کی تعلیم حاصل کی جو یہ ایک مسیحی فرقہ ہے۔

سوال :- اسلام سے پہلے کس دین سے آپ وابستہ رہے، اور کلیسا میں آپ کا کیا کردار تھا؟

جواب :- اسلام سے پہلے میں مسیحی فرقہ انجیلیہ سے وابستہ رہا، جہاں تک کلیسا میں میرے کردار کا تعلق ہے تو میں نے تقریباً ۱۶ سال کے عرصہ تک راہب کے فرائض انجام دیئے۔

سوال :- کیا آپ کے پاس اسلام قبول کرنے سے پہلے اسلام کے بارے میں کچھ معلومات تھیں؟

جواب :- میرے ذہن میں اسلام کی وہ تصویر تھی جو راہب کی حیثیت سے میرے ذہن میں اپنے مطالعہ کے دوران بنی تھی، اور اس مطالعہ کی بنیاد پر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانتا تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انقلابی شخصیت تصور کرتا تھا۔

سوال :- آپ نے اسلام سے کیسے واقفیت حاصل کی؟

جواب :- دعوت اسلامی کے مرکز سے برازیلی زبان میں جو بعض کتابیں مجھے حاصل ہوئیں ان کے مطالعے سے مجھے اسلام سے واقفیت حاصل ہوئی۔ مطالعہ، غور و فکر اور حقیقت کی جستجو کی کوشش کے تیسرے ہی دن میرا سینہ اسلام کے سلسلہ میں منشرح ہوگیا اور میں نے سمجھ لیا کہ اسلام ہی دین حق ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، پھر میں لاطینی امریکہ کے دعوت اسلامی کے مرکز میں اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

سوال :- وہ کون سے امور ہیں جنہوں نے آپ کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا؟

جواب :- سب سے زیادہ میں عقیدہ کی کتابوں سے متأثر ہوا۔ عقیدہ کی کتابوں میں ارکان ایمان کا جو باب ہے اس نے خاص طور پر مجھ پر اثر ڈالا۔

سوال :- اسلام میں داخل ہونے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب :- عملی طور پر اسلام میں سرگرمی کی ضرورت کو میں نے محسوس کیا۔ اور مجھ پر یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ تین مہینہ میں اسلام کے بارے میں مجھے جو معلومات حاصل ہوئیں، کئی سال تک وہ مسیحیت میں رہتے ہوئے عیسائیت کے بارے میں مجھے حاصل نہ ہو سکی تھیں

سوال :- اسلام قبول کرنے کے بعد کیا آپ کو چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا ہے؟

جواب :- ان چیلنجوں میں سے سب سے پہلے اپنے گھر والوں کے چیلنج کا مجھے سامنا کرنا پڑا جس میں سات پادری ہیں، اور جو میرے پادری دوست تھے وہ میرے گھر آئے اور مالی پیش کش کی، اور مجھے چھ ہزار برازیلی ریال جو تین ہزار ڈالر کے مساوی ہیں تنخواہ کی پیش کش کی اس کے ساتھ ایک گھر اور گاڑی بھی، میرے ساتھ ان کا یہ معاملہ محض اس وجہ سے تھا کہ میں دین حق چھوڑ دوں۔

سوال :- کیا کچھ معاشرتی مشکلات بھی تھیں جن کا آپ کو اسلام قبول کرنے کے بعد سامنا کرنا پڑا؟

جواب :- ہاں مسلم داعی ہونے کی وجہ سے اپنے دوستوں کے ساتھ کچھ چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔

سوال :- کیا آپ کے خاندان میں کسی نے اسلام قبول کیا ہے؟

جواب :- میرے اسلام قبول کرنے کے ایک سال بعد ہی میرے خاندان کے ۱۰ افراد نے اسلام قبول کر لیا جن میں میری بیوی، میرے بچے اور میرے بھائی کی بیوی ہیں جبکہ میرے بھائی راہب ہیں

سوال :- برازیل میں برازیلی مسلمانوں کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

جواب :- بہت سی مشکلات ہیں۔ جن میں زبان کی مشکل کے علاوہ اسلامی کتابوں کا

(باقی صہ ۳۰ پر)